از

جناب مولانا مولوی محمد عبد اللطیف صاحب مدرس مدرسہ صولتیہ
مکہ مکرمہ

حسب الارشاد فیض بنیاد عالیجناب مولانا مولوی محمد حبیب الرحمن خان صاحب
رئیس بھیکن پور

باہتمام خاکسار رشید احمد انصاری

مطبع احمدی علی گڑھ میں طبع اور شائع ہوئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ساری خوبیاں اُسی کے لیے ہیں جسکے جوش کرم نے بغیر کسی استحقاق کے اپنے بندونکو
خلعت ہستی عنایت فرمایا اور عدم سے وجود میں لایا یہ وہ پہلی نعمت ہی جس کی وجہ سے بہت
بندے مراتب عالیہ کو پہنچے اور پایا جو کچھہ پایا اُس کی محبت سے بعید نہیں کہ ہمکو بھی انہیں میں کرے
اُسکے بعد اسکا بڑا فضل یہ ہوا کہ اُس نے ہماری ہدایت کے لیے اپنے سچے رسول بھیجے
جنکے سردار ہمارے ہادی برحق افضل المرسلین سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ہیں جن کی صفت رحمۃ للعالمین ہی۔ جنکے خلق کی تعریف اللہ تعالیٰ کرتاہے اور (انک لعلی خلق
عظیم) فرماتاہے وہ پیارے رسول جنکے اخلاق حمیدہ نے عالم کو مسخر کرلیا جنکے نور ہدایت
نے آسمان و زمین کو منور کردیا (صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ وعلی جمیع آلہ واصحابہ اجمعین۔
اسکے بعد راقم سطور خیرخواہان اسلام کی خدمت میں عرض کرتاہے مگر انہیں سے
عرض ہی جو دردمندی سے سنیں اور امر حق پر عمل فرمادیں اور اگر کوئی غلطی ہوگئی ہو تو متنبہ کریں۔
اے بھائیو یہ وقت اُس رسول مکرم کی امت برگزیدہ پر عجب فتنہ کا ہی جس ہادی کریم
(صلے اللہ علیہ وسلم) نے چند روز میں عرب جیسی سخت اور جنگجو قوم میں خلق و مروت کی روح

برتاو کرنا چاہیے اور اگر اُن سے کوئی بات ہمارے زعم میں خلاف اسلام نکلی یا کوئی فعل اُنکا ایسا دیکھا جائے تب بے تامل انہیں کافر و فاسق بنا کر علٰحدہ ہو جانا چاہئے اور جہانتک ہوسکے اُنکی تخریب و تذلیل کے درپے ہونا چاہیے یا حتی الوسع اُنکے کلام میں اُن کے فعل میں تاویل کر کے اسلام سے خارج نہ کرنا چاہیے اور موقع وقت پر دردمندی سے سمجھا دینا چاہیے اور اُنکی لیے دعا کرنی چاہیے۔

اس فیصلہ کے لیے میرے نزدیک سلف صالح کا برتاؤ دیکھنا کافی ہو کیونکہ وہ ہر طرح قرآن وحدیث کے زیادہ جاننے والے اور عمل کرنیوالے تھے۔ اُنکا تقوی اُنکی دینداری اسوقت کے مسلمانوں سے ہزار حصہ زائد تھی اور غالباً تمام مسلمان سلف صالح کے برتاؤ کو قطعی فیصلہ سمجھیں گے اور اس برتاؤ دریافت کرنے کے لیے برگزیدہ طریقہ یہ خیال میں آیا کہ اکابر محدثین اور آئمہ مجتہدین کو دیکھا جائے کہ وہ علم حدیث کی تعلیم و تعلم میں مختلف اسلامی فرقوں سے کیا برتاو رکھتے تھے یعنی ہمارے اکابر نے شیعہ رافضی خارجی معتزلی یعنی نیچری وغیرہم کو اپنی مجلس تعلیم حدیث میں اُنکو اسی طرح آنے دیا جیسے اہل سنت کو اور انہیں حدیث کی تعلیم اسی طرح دی جسطرح اپنے گروہ مقبولہ کو یا ایسا نہیں کیا۔ ایسی ہی اُنکی مجلس تعلیمیہ حدیثیہ میں خود گئے اور اُنکی شاگردی اور اُن سے حدیث کی روایت کی ہی یا نہیں اسیطرح اپنی مجلسوں میں اُنکی تعظیم اور ادب کیا ہے یا نہیں۔ جب یہ مذہبی برتاؤ ثابت ہو جائیگا تو اور امور سب اس کی فرع ہیں۔

علم حدیث پر کامل نظر کرنے سے نہایت واضح ہوتا ہو کہ تمام فرق اسلامیہ میں باہم روایت حدیث کا سلسلہ اور اُستادی شاگردی کا تعلق اور اُسکا برتاؤ رہا ہے۔

اور ہمارے اکابر نے اسی پر قناعت نہیں کی کہ اُنسے علم دین ہی کو سیکھا اور سکھایا

چونکہ یہی نفی اور پھوٹ و نفاق کو مٹا کر خلقت محمدی اور اخوت اسلامی ان میں قائم کردی تھی اُس کی امت کا اسوقت یہ حال ہے کہ دشمنان اسلام بدخلقیوں میں انہیں ضرب المثل سمجھتے ہیں اُنکے شقاق و نفاق کی آگ زمین سے آسمان تک مشتعل ہو رہی ہے۔ اللھم ارحم امۃ محمد اللھم اصلح امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

اولی ادنی بات پر لڑائی ہے تھوڑے سے اختلاف میں دشمنی کی نوبت پہنچتی ہے یہانتک کہ تکفیر کا فتوی تیار ہوتا ہے۔ ایک طرف تو دشمنانِ دین اسلام کی بیخکنی میں ہیں مگر یہ پیروان اسلام کافر بناکر اسلام کا خاتمہ ہی کردیتے ہیں۔

ذرا غور کرو اگر فرق اسلام کی باہمی تکفیر کو دیکھا جائے تو ہندوستان میں کوئی مسلمان نظر نہ آیگا بجز اسکے کہ حاکم وقت کی مردم شماری میں دیکھا جائے۔

اے ہادیان اسلام

درمنارہی سے نظر کرو اور سیرت محمدیہ اور طریقہ سلف پر غور کرکے اسوقت کے روش کو دیکھو اور اسلام کا ضعف اور مسلمانوں کی بیکسی پیش نظر کرو۔

کیا ہماری شریعت غرا اور خلق محمدی اسیکا مقتضی ہے کہ کلمہ گویونکو اور اللہ اور رسول کے ماننے والوں کو وہابی، بدعتی نیچری وغیرہ کہکر اُنسے تعلق اسلامی ترک کیا جائے یا کفر کا فتویٰ دیکر جماعت اسلام کو کم کیا جائے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ نیست و نابود کردیا جائے افسوس صد افسوس اسلام کی دشمنی کرکے ہمارے بھائی خیرخواہ اسلام ہونیکا دعویٰ رکھتے ہیں۔ اسوقت میں یہ تصفیہ نہیں کرتا کہ وہابی بدعتی نیچری کہنے کی کیا معیار ہے بلکہ یہ کہتا ہوں کہ جو اللہ رسول کو مانتے ہیں اور شہادتین کے مقر ہیں یعنی کلمہ شہادت اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ سچے دل سے پڑھتے ہیں اُن سے کیا

والسماع منهم من غير انکار (تمام اہل سنت) کا یہی یہ طریقہ رہا ہے کہ انہوں نے ایسے بدعتیوں سے روایت سنی اور اسکو مانا اور حجت جانا۔

امام نووی بیان تین بات فرماتے ہیں۔

(۱) صحیحین میں اور دوسرے اماموں کی کتب حدیث میں بہت مبتدعین (یعنی اہل سنت کے سوا) کی روایتیں ہیں لیکن وہ مبتدعین جو اپنی بدعت کی طرف داعی نہ تھے۔

(۲) سلف سے خلف تک سب نے مبتدعین کی روایت قبول کی ہے اور اسے قابل حجت سمجھا ہے۔

(۳) بڑے خوشی سے اور رغبت سے اُن سے حدیث سنی اور انہیں سنائی ہے۔

امام ممدوح نے غیر داعی کی قید لگائی ہے تو غالباً اسلیے کہ ایسے راوی بہت زیادہ ہیں اور کسی کو انکی روایت میں کلام نہیں۔ اور جو اپنی بدعت کی طرف داعی ہیں اُن میں اختلاف ہے بعض اُن سے روایت نہیں کرتے مگر آئندہ ہمارے نقشہ سے معلوم ہو جائیگا کہ صحاح میں بعض راوی ایسے مبتدع بھی ہیں کہ وہ داعی الی البدعۃ تھے۔ اہل حق کے لیے تو یہی مقولہ کافی ہے مگر زیادہ اطمینان اور توضیح کے لیے کچھ اور لکھتا ہوں۔

۲۔ علامہ شمس الدین ذہبی

تذکرہ میں قتادہ کا سخت قدریہ ہونا بیان کرکے لکھتے ہیں۔

مع ھذا الاعتقاد الردی ما تأخر احد عن الاحتجاج بحدیثہ اللہ یسامحہ — اسقدر خراب عقیدہ ہونے پر بھی تمام اہل سنت نے ان کی حدیث کو مانا کسی نے چھوڑا نہیں خدا قتادہ سے درگذر کرے۔

بلکہ انکے فضل کی تقویٰ کی دینداری کی اسیقدر مدح کی ہے جسقدر اکابر اہل سنت کی کی ہے لیکن اسکے ساتھ ہی آنکے عقائد اور عمل کی خرابی کو بھی بیان کردیا ہے خذ ما صفا ودع ما کدر پر پورا عمل کیا ہے سبحان اللہ کیا حق پرستی اور انصاف پسندی ہے۔

الغرض جو فاسد العقیدہ صدق و دیانت کیساتھ جس مدح کا مستحق ہوا ہے اسی طرح کی مدح کی ہے یہانتک کہ جرح و تعدیل کا امام مان لیا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جس راوی کو یہ لائق اعتبار کہیں وہ اعتبار کے لائق ہے اور جسے غیر معتبر کہدیں وہ غیر معتبر ہے اس انصاف کی انتہا ہے

اب میں چند قول اور ایسے راویوں کا نقشہ پیش کرتا ہوں جس سے میرے بیان کی تصدیق ہوگی اور معلوم ہو جائیگا کہ ہماری اُن حدیثوں کی کتابوں میں جنہیں ہمارے بزرگوں نے بالاتفاق صحیح مانا ہے اور صحاح ستہ کے لقب سے ملقب کیا ہے اُن میں ایسے راویوں سے بھی حدیثیں ہیں جو اہل سنت نہیں ہیں۔

۱۔ علامہ عینی

بخاری کی شرح میں لکھتے ہیں۔

قال النووی وقع فی الصحیحین وغیرهما من کتب ائمة الحدیث الاحتجاج بکثیر من المبتدعة غیر الدعاة الی بدعتهم ولم تزل السلف والخلف علی قبول الروایة منهم والاستدلال بها

علامہ نووی فرماتے ہیں کہ اس زمانہ میں علماء ایسی حدیثوں سے احکام شرعی اور مسائل پر دلیل لاتے ہیں جن حدیثوں کے راوی بدعتی ہیں لیکن وہ اپنے عقیدہ اور مذہب کی طرف داعی نہیں اور ایسی حدیثیں بخاری اور مسلم اور انکے سوا دوسری کتابوں میں بہت سی ہیں اور ایسی حدیث سے استدلال کوئی نئی بات نہیں بلکہ پہلے سے متقدمین اور متاخرین

وابن ابی لیلے وائمۃ الحدیث
والمتکلمون رحمھم اللہ علی
ان یقبل روایۃ المبتدع
مطلقاً وان کانوا کفاراً او فساقاً
بالتاویل الا من استحل الکذب
لان اعتقاد حرمۃ الکذب
تمنع من الاقدام علیہ وقال
الرازی وھو الحق وقال ابن
دقیق العید وھو القوی
دلیلا وقد روی الائمۃ الحدیث
والنقاد کالبخاری والمسلم
وغیرھما عن المبتدعین الداعین
علی وجہ الاحتجاج۔

اور سفیان ثوری اور ابن ابی لیلی جو محدثین کے امام
ہیں اور متکلمین جو عقائد اہل سنت کے محافظ ہیں ان
تمام کا مذہب ہے کہ مبتدع کی روایت مقبول ہے
خواہ وہ داعی ہوں خواہ وہ تاویل سے کافر یا فاسق
ہی ہوں ہاں یہ ضرور ہے کہ انکے مذہب میں جھوٹ بولنا
حرام ہو اور جائز نہو اسلیے کہ ایسے مذہب کا شخص
جو اہل قبلہ سے ہو کبھی رسول خدا پر جھوٹ بولنے کی
جرأت نکریگا اور وہ ضرور اس سے رکیگا۔ امام
فخر الدین الرازی فرماتے ہیں کہ یہی بات حق ہے کہ تمام
ایسے اہل قبلہ کی روایت قبول کیجیے۔ ابن دقیق
فرماتے ہیں کہ دلیل اس کی موئد ہے۔ چنانچہ کثیر
آئمہ نے محدثین سے ایسے مبتدعین کی جو داعی ہیں
روایت قبول ہی کی اور مانا ہے۔

اس قسم کے اور اقوال بہ کثرت ہیں اور بوجہ خوف طوالت میں اُن تمام کو چھوڑے
دیتا ہوں محض انہی چند اقوال پر اکتفا کرتا ہوں البتہ اب میں اسکے ثبوت کے لیے بعض
ایسے راویوں کا نام بتاتا ہوں جو مبتدع ہیں اور بعض اُن میں سے داعی بھی تھے اور ہمارے
سلف صالح نے اُن سے روایت کی ہے۔

اہل سنت کے ہاں کتب احادیث میں چھ کتابیں زیادہ معتبر اور صحیح مانی گئی ہیں اور
ان چھ میں سے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کو یہ خصوصیت ہے کہ قرآن کے بعد صحیح بخاری سے

اسی تذکرہ میں عبدالوارث بن سعید کے حال میں لکھا ہے۔

وکان من ائمۃ ھذا الشان علی بدعۃ فیہ ولم یتاخر عنہ احد لاتقانہ ودینہ وترکوہ ویدل عنہ۔

عبدالوارث باوجود بدعتی ہونے کے فن حدیث کے امام ہیں اور تمام اہل سنت نے انکی حدیث کو مانا ہے چونکہ یہ متقی اور دیندار تھے اور حدیث کو خوب یاد رکھتے تھے اسلئے اُن سے حدیث روایت کرنے میں کسی نے تامل نہیں کیا البتہ انکی بدعت سے تعرض نہیں کیا اور انکی بدعت کو انکے لیے چھوڑ دیا۔

۳۔ علامہ سیوطی

تدریب الراوی میں لکھتے ہیں۔

لکن فی الصحیحین احادیث عن جماعۃ من المبتدعۃ عرف صدقھم و اشتھرت معرفتھم بالحدیث فلم یطرحوا للبدعۃ

بخاری مسلم میں بدعتین کی ایسی جماعت سے حدیثیں ہیں جن کی سچائی معلوم ہے اور حدیث دانی میں مشہور ہیں بدعتی ہونیکی وجہ سے انکی قبولیت میں فرق نہیں آیا۔

علامہ سیوطی نے یہاں غیرداعین کی قید نہیں لگائی۔ اسلئے کہ بعض راوی داعی بھی ہیں۔

۴۔ علامہ سخاوی

شرح الفیہ میں مبتدع سے روایت کے متعلق جو اقوال نقل کرتے ہیں اُس سے انتخاب کرکے اُسکا ماحصل لکھتا ہوں۔

اتفق ابوحنیفۃ والشافعی والثوری

امام ابوحنیفہ اور امام شافعی جو اہل سنت کے پیشوا ہیں

(۸) **عثمان بن غیاث البصری** مرجیہ ہیں اسپر بھی امام المحدثین یحیی القطان امیر المومنین فی الحدیث شعبہ جو فن رجال کے اول بانی ہیں انکے شاگرد ہیں اور ان سے حدیث پڑہی اور اپنا اُستاد بنایا اور ائمہ حدیث نے انسے روایت کی خصوصاً بخاری مسلم۔ ابوداؤد و نسائی نے۔

(۹) **عمر بن ذر الہمدانی** مرجیہ ہیں اور اسکے فرقہ کے پیشوا اور امام مانے جاتے تھے۔ اسپر امام المحدثین یحیی بن سعید القطان فرماتے ہیں۔ دیندار تہا اسیلیے اس کی حدیث معتبر ہے عقیدہ کی خرابی سے اس کی حدیث نہیں چہوڑی جا سکتی۔ ابن حجر فرماتے ہیں کہ سچے دیندار ہیں اور بہترین لوگوں میں ہیں۔ امام بخاری۔ ترمذی۔ ابوداود۔ نسائی۔ جیسے محدثین ان سے روایت کرتے ہیں اور انکے شاگردوں میں داخل ہیں ۱۵۳ھ میں انتقال ہوا۔

(۱۰) **عمرو بن مرہ بن عبداللہ الکوفی مرجیہ وفات ۱۱۶ ہجری**۔ امام ہیں بڑے لوگوں میں ہیں انکے ثقہ ہونے پر اتفاق ہے اور کل اصحاب صحاح انکی حدیث کو خوب سمجھتے ہیں حفص بن غیاث کہتے ہیں کہ مینے اعمش کی زبان سے کسی کی تعریف نہیں سنی بجز عمرو بن مرہ کے۔ شعبہ کہتے ہیں کہ مینے جسوقت عمرو کو نماز پڑہتے دیکھا یہ گمان کیا کہ جب تک نماز قبول نہو گی یہ ہٹے گا نہیں۔ عبدالملک بن ہبیرہ نے انکے جنازہ پر یہ کہا کہ انہیں میں تمام دنیا سے بہتر گمان کرتا ہوں۔ مسعر کہتے ہیں کہ کوفہ میں اُس سے زیادہ کوئی مجھے محبوب نہ تہا اور نہ کوفہ میں کوئی اُس سے افضل تہا۔ عبدالرحمن بن سندہی کہتے ہیں کہ کوفہ میں چار شخصوں کی حدیث میں کوئی اختلاف نہیں کرتا۔ اور جسنے اختلاف کیا وہ خطا پر ہے اُن میں ایک عمرو بن مرہ ہیں ابن حبان بہی انہیں مرجیہ کہتے ہیں غور کرنیکا مقام ہے کہ باوجود مرجیہ ہونے کے اکابر اہل سنت نے کسقدر تعریف کی ہے

محدثین اُسے نہیں چھوڑتے اور رسول خدا کی حدیث کو اُس سے لیتے ہیں اس کی مجلس میں جاتے ہی ہیں اور اپنی مجلس میں آنے سے منع نہیں کرتے۔

(۳) ذر بن عبد اللہ ابو عمرو الکوفی المزہنی۔ | مرجیہ ہیں۔ باوجود مرجیہ ہونیکے صحاح ستہ میں ان سے روایت ہے امام بخاری جیسے متشدد نے ان سے روایت کی اور حدیث سیکھی انکی مجلس میں گئے اور اپنا استاد بنایا۔

(۴) شبابۃ بن سوار | مرجیہ ہیں لوگونکو اپنے عقیدے کی طرف بلاتے تھے اسپر بھی صحاح ستہ میں ان سے روایت کی ہے اور محدثین نے روایت کو نہیں چھوڑا اگرچہ بعض کی رائے ہے کہ اُنہوں نے اپنے عقیدے سے رجوع کیا تھا سنہ میں انتقال کیا۔

(۵) عبد الحمید بن عبد الرحمن ابو یحییٰ الحمانی | مرجیہ ہیں اور اپنے عقیدہ کی لوگوں میں علی الاعلان اشاعت کرتے تھے اور اُس کی طرف بلاتے تھے اسپر بھی نسائی کے سوا تمام محدثین صحاح نے انسے روایت کی ہے۔

(۶) سالم بن عجلان | مرجیہ ہیں عقیدے میں نہایت سخت تھے اور لوگوںپر سختی کرتے تھے اور نیز اپنے عقیدے کی طرف داعی بھی تھے پھر بھی امام بخاری نے بخاری میں ان سے روایت کی ہے اور ابو داؤد۔ ابن ماجہ۔ نسائی میں بھی ان سے روایت ہے سنہ میں انتقال کیا۔

(۷) عبد الحمید بن عبد العزیز ابن ابی رواد۔ | کٹے مرجیہ ہیں اپنے عقیدہ کی علی الاعلان اشاعت کرتے تھے اور لوگونکو اس طرف بلاتے تھے اسپر بھی لوگ انکی عظمت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ دیندار ہیں سچے ہیں۔ امام شافعی نے انسے پڑھا اور شاگردی کی بخاری کے سوا تمام کتب صحاح میں انکی روایت ہے سنہ میں انتقال کیا۔

کے استادوں میں ہیں بعض نے انکو حجیہ بھی کہا ہے۔

(۱۵) حماد بن ابی سلیمان الفقیہ مرجیہ المتوفی سنہ ۱۲۰ھ	فقہ حنفی کے بڑے رکن ہیں اکثر مسائل انہی سے مروی ہیں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے استاد ہیں فقہ

کے مسائل امام صاحب نے انہی سے سیکھے ہیں۔

ابن بلعن انکے متعلق لکھتے ہیں کہ دیندار اور مسلمانوں کے پیشوا اور مقتدا تھے مسائل میں اجتہاد کرتے تھے اور اپنے وقت میں مجتہد مانے جاتے تھے۔ نسائی ابن حبان اعمش ابن سعد امام احمد انکو مرجیہ کہتے ہیں۔

(۱۶) خلف بن ایوب ابوسعید البلخی مرجیہ	ابن حبان کہتے ہیں کہ کٹے مرجیہ تھے اور متعصب تھے لیکن امام احمد اور ترمذی ان سے روایت کرتے ہیں اور خلیلی فرماتے

ہیں کہ سچا دیندار صالح ہے خصوصا کوفیوں کے نزدیک فقیہ ہے۔

(۱۷) اسحٰق بن سوید العدوی الناصبی المتوفی سنہ ۱۳۱	باوجود ناصبی ہونے کے امام بخاری ان سے روایت کرتے ہیں اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی نے بھی اسنے

روایت کی ہے۔

(۱۸) حریز بن عثمان الناصبی	یحییٰ بن صالح کہتے ہیں کہ مینے سات برس انکے ہمراہ صبح کی نماز پڑھی انکو دیکھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر جبتک ستر بار لعنت

نہیں کرلیتا تھا مسجد سے باہر قدم نہیں رکھتا تھا گویا کہ یہ بھی عبادت تھی جو مسجد میں ادا کی جاتی تھی۔ اور امام احمد ابن حبان فرماتے ہیں کہ یہ حضرت علی پر طعن اور سب کرتا تھا۔ اس پر بھی امام بخاری نے ان سے پڑھا اور ان کی شاگردی کی علی بن مدینی فرماتے ہیں کہ مینے اپنے اصحاب اور معاصرین کو دیکھا کہ وہ انکو دیندار بتاتے تھے۔

یہانتک کہ تعداد میں تمام روی زمین کے علما و فضلا سے بہتر کہا ہے۔

(۱۱) **عبدالکریم بن محمد الجرجانی وفات ۱۲۰ھ مرجیہ** یہ جرجان کے قاضی تھے عہدہ قضاء کو چھوڑ کر مکہ معظمہ چلے گئے تھے۔ امام اعظم کے شاگرد اور امام شافعی کے استاد ہیں خلاصہ تذہیب میں انکی نسبت لکہا ہے کان من خیار عباد اللہ مرجیا یعنی اللہ کے بہترین بندوں میں سے تھے اور مرجیہ تھے۔ اسے مسلمانو ہمارے اکابر کو دیکھو کہ مرجیہ بھی کہتے ہیں اور پھر انہیں بہترین بندوں میں بتاتے ہیں اور ترمذی ان سے روایت کرتے ہیں۔

(۱۲) **محمد بن خازم ابو معاویہ الضریر** مرجیہ ہی نہیں بلکہ اس گروہ کے سردار اور پیشوا تھے اور زور شور سے اپنے عقیدہ کی دعوت دیتے تھے اور لوگونکو اس طرف کھینچتے تھے اہل سنت کی کتاب خلاصہ میں انکو احد الاعلام لکہا ہے اور تہذیب الکمال میں انکی بہت کچھ تعریف کی ہے اور حضرت امام احمد جو محدثین اور مقلدین دونوں کے امام ہیں انکے شاگرد ہیں اور یحیی ابن معین نے بھی ان سے حدیث سیکھی۔ تمام اصحاب صحاح خصوصاً امام بخاری نے انسے روایت کی ہے۔

(۱۳) **ورقا بن عمرو الیشکری مرجیہ المتوفی ۱۶۰ھ** ابو داود سجستانی فرماتے ہیں کہ یہ صاحب سنت ہیں لیکن مرجیہ ہیں صحاح ستہ میں انکی روایت ہے علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ حدیث کے امام ہیں جن کی حدیث معتبر اور مقبول آثار کے استاد تھے

(۱۴) **یحیی بن صالح مرجیہ المتوفی ۲۲۲ھ** صاحب خلاصہ انکی نسبت لکھتے ہیں کہ فقہ اور حدیث کے ایسے واقف تھے کہ انکا شمار بڑے طبقہ محدثین اور فقہا میں ہے جن سے نسائی کے سوا تمام کتب صحاح میں حدیث مروی ہے اور امام بخاری

تہذیب التہذیب میں ۰۰۔ اکابر کے نام لکھے ہیں جنہوں نے انکی مدح کی ہے اور ان کا ثقہ
ہونا تسلیم کیا ہے جن کی حدیث معتبر اور جید مانی گئی ہے اور قدریہ بھی کہا ہے۔ انکے شاگردوں
میں سفیان ثوری اور سفیان بن عیینہ اور یحییٰ بن سعید القطان اور امام مالک بھی ہیں
امام مسلم کے سوا پانچوں کتب صحاح میں ان سے روایت ہے علامہ ابو الحجاج مزی نے
تہذیب الکمال میں جہاں انکے شاگرد بہت سے لکھے ہیں ان میں امام مالک کو بھی لکھا ہے
با ایں ہمہ ابن حجر مقدمہ فتح الباری میں کہتے ہیں کہ جب یہ مدینہ منورہ پہونچے تو امام لوگوں کو
انکی صحبت سے منع کرتے تھے اب مقام غور ہے کہ جب امام مالک انکے پاس گئے
اور انکی شاگردی کی پھر دوسروں کو ان کی صحبت سے منع کرنا کیا معنی۔ اسکے علاوہ امام
مالک کے استادوں میں تین اور بھی مبتدعین ہیں مثلاً ثور بن زید ہیں کہ وہ بھی قدریہ ہیں
اور خارجی ہونیکا الزام انپر ہے غرضکہ اول تو اس روایت کی تصحیح امام مالک سے ہونا چاہئے
دوسرے یہ کہ اگر امام مالک نے منع کیا تو کیوں منع کیا دو وجہیں جو میں نے ایسی بیان کی
ہیں یہ تو اسکو چاہتی ہیں کہ منع کرنے کی روایت اگر صحیح ہے تو کوئی دوسری وجہ ہے۔
حضرت سفیان ثوری ان کی نسبت فرماتے ہیں کہ ثور سے حدیث روایت کرو اور
اس کی بداعتقادی سے بچو۔ یہ ہے انصاف اور خیر خواہی۔ یہ بھی بعض روایت کرتے
ہیں کہ انکے اہل وطن نے انکو برائی اعتقاد کی وجہ سے وطن سے نکال دیا تھا۔ مگر میں
کہونگا کہ وہ انکا عامیانہ فعل تھا مگر اہل علم اکابر نے انہیں اپنے زمرہ سے علیحدہ نہیں کیا
ان سے شاگردی کی ان سے حدیث روایت کی اہل سنت کے صحاح میں ان سے
روایت ہے۔

(۲۳) حسن بن ذکوان قدریہ | امام بخاری اور ابوداود اور ترمذی اور ابن ماجہ نے

(۱۹) بہز بن اسد الناصبی

نہایت معتمد علیہ راویوں میں ستھے بعض نے انکو ناصبی کہا ہے لیکن ابن حجر کے نزدیک یہ معتبر نہیں۔

(۲۰) عبداللہ بن شقیق العقیلی البصری ناصبی وفات سنہ ۱۲۱ھ

اصحاب صحاح ستہ ان سے روایت کرتے ہیں تابعی ہیں حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت ابو ذر وغیرہ وغیرہ ان سے روایت کرتے ہیں

ان کا ناصبی ہونا تہذیب الکمال اور تہذیب اور شرح شمائل علامہ صادی و ملا عصام وغیرہ میں مصرح ہے۔

(۲۱) ثور بن زید المدنی قدریہ المتوفی سنہ ۱۳۵ ہجری

صحاح ستہ میں ان سے روایت ہے اور امام مالک کے استاد ہیں۔ امام ممدوح سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ داؤد بن الحصین اور ثور بن زید وغیرہ سے

حدیث روایت کرتے ہیں باوجودیکہ یہ لوگ قدریہ ہیں امام صاحب نے فرمایا کہ یہ لوگ ایسے سچے تھے کہ اگر آسمان سے زمین پر گر پڑیں وہ انکو آسان تھا بہ نسبت جھوٹ بولنے کے۔ حاصل یہ ہوا چونکہ نہایت سچے تھے اسلیے ہمنے روایت کی اور ان کے عقیدہ کا خیال نہیں کیا۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ امام مالک کے متعدد استاد قدریہ تھے

(۲۲) ثور بن یزید بن زیاد الشامی الحمصی قدریہ المتوفی سنہ ۱۵۵ھ

یہ مشہور قدریہ ہیں اور ناصبی ہونیکا الزام بھی انپر ہے باانہمہ حضرت یحیی القطان فرماتے ہیں کہ میں نے کسی شامی کو ان سے زیادہ ثقہ نہیں پایا انکی نسبت لکھتے ہیں کہ دیندار ہے جس کی حدیث مقبول ہے لیکن انکے قدریہ ہونے میں کسیکو شک نہیں بیشک قدریہ ہیں۔

ثقة وما رئیت احدا یشک انه قدری وهو صحیح الحدیث

(۳۰) شریک بن عبد اللہ بن ابی نمر المدنی قدریہ المتوفی سنہ ۱۴۰ — صحاح ستہ میں انکی روایت بحث پکڑی ہے امام مالک اور سفیان ثوری بھی انسے روایت کرتے ہیں۔

(۳۱) صالح بن کیسان المدنی قدریہ المتوفی سنہ ۱۴۰ ہجری — صحاح ستہ میں ان سے روایت ہے اور امام مالک بھی ان سے روایت کرتے ہیں۔ مقدمہ فتح الباری میں انکا ذکر نہیں ہے۔ ذہبی کہتے ہیں کہ انکا قدریہ ہونا ثابت نہیں ہوا۔

(۳۲) عبد اللہ بن عمرو بن ابی العجلان قدریہ المتوفی سنہ ۱۴۴ — تمام اماموں نے انسے ثقہ کہا ہے اور بہتوں نے انکے قدریہ ہونیکی تصریح کی ہے۔ صحاح ستہ میں ان سے روایت ہے۔

(۳۳) عمر بن ابی زائدہ قدریہ — بخاری اور مسلم کے علاوہ نسائی میں بھی ان سے روایت ہے ابن نفیل میں ہے یری القدر وھو فی الحدیث مستقیم یعنی قدریہ تھے مگر حدیث میں ٹھیک ہیں

(۳۴) عمران بن مسلم القصیر بصری قدریہ — سفیان ثوری اور یحیی القطان انکے شاگرد ہیں اور حضرت یحیے کہتے ہیں کہ قدریہ تھے مگر حدیث میں ٹھیک ہیں (م)

اس بات پر نظر رہے کہ اکابر کہتے ہیں کہ عقیدہ میں کچھ خرابی ہونا روایت حدیث کے لیے مضر نہیں۔ روایت حدیث کے لیے جو امور ضروری ہیں ان میں ٹھیک ہونا چاہیے

(۳۵) عمیر بن ہانی عنسی دمشقی قدریہ — اکابر تابعین میں ہیں اور یزید کی بیعت پر قائم رہے اور اسوجہ سے قتل کیے گئے باایں ہمہ صحاح ستہ میں ان سے روایت ہے اور ابن حجر لکھتے ہیں "احتج بہ الجماعۃ" یعنی جماعت اکابر نے انکی حدیث کو حجت

روایت کرتے ہیں اور حضرت یحییٰ القطان اور ابن مبارک سے اکابر انکے شاگرد ہیں۔

(۲۴) داؤد بن الحصین قدریہ المتوفی ۱۳۵ھ | بہت اکابر انکی توثیق کرتے ہیں اور صحاح ستہ میں ان سے روایت ہے اور مالک کے شیوخ میں ہیں ثور بن زید کی کیفیت سے انکا قدریہ ہونا ظاہر ہے اور ابن حبان خارجی کہتے ہیں لیکن داعی الی البدعت نہیں ہیں۔

(۲۵) زکریا بن اسحٰق (قدریہ) | بہت اکابر ان کا ثقہ ہونا بیان کرتے ہیں مگر ایسے مشہور قدریہ تھے کہ امیر مکہ معظمہ نے منادی کرا دی تھی کہ انکے پاس کوئی نہ بیٹھے یہ اسلامی حکومت کی سیاست تھی مگر محدثین نے انہیں نہیں چھوڑا صحاح ستہ میں ان سے روایت ہے۔

(۲۶) سالم بن عجلان قدریہ المتوفی ۱۳۲ھ | بہت اکابر انکا ثقہ ہونا بیان کرتے ہیں مگر مقدمہ فتح الباری میں انکو سخت مرجیہ اور داعی الی البدعۃ لکھا ہے اور خلاصہ تذہیب میں بھی مرجیہ لکھا ہے۔

(۲۷) سلام بن مسکین قدریہ المتوفی ۱۶۷ھ | ترمذی کے سوا پانچوں اصحاب صحاح ان سے روایت کرتے ہیں اور انکی حدیث کو حجت قرار دیتے ہیں محدث اور امام ہونیکا لقب انکو دیا گیا ہے۔

(۲۸) سیف بن سلیمان قدریہ المتوفی ۱۵۱ھ | ابن حجر ناقل ہیں کہ انکے سچے ہونے اور ثقہ ہونے پر اتفاق ہے۔

(۲۹) شبل بن عباد قدریہ | صغار تابعین میں ہیں مسلم اور ترمذی کے سوا ائمہ اربعہ ان سے روایت کرتے ہیں۔

الزام دیا ہے جوزجانی کہتے ہیں غال من التشایع یعنی غال شیعہ تھے یا ہینہ امام انسے حدیث روایت کرتے ہیں ایسے بعض نے امام صاحب سے تعجباً دریافت کیا کہ آپ حسین سے روایت کرتے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ لیکن عندی ممن یکذب یعنی میرے نزدیک وہ جھوٹ بولنے والوں میں نہیں ہے۔

الحاصل امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد تینوں حضرات سے ایک قسم کا سوال کیا گیا اور وہی ایک جواب انہوں نے دیا یعنی چونکہ یہ راوی جھوٹا نہیں ہے اسلیے ہم روایت کرتے ہیں اور اُنکی بدعت کا کچھ خیال نہیں کرتے۔

(۴۲) عبداللہ ابن ابی نجیح الثقفی المکی قدریہ المتوفی ۱۳۱ھ	امام احمد فرماتے ہیں کہ یہ اور اُنکے اصحاب سب قدریہ ہیں باینہمہ بہت اکابر آپ کے ثقہ ہونیکی شہادت دیتے ہیں اور صحاح ستہ میں انسے روایت ہے۔ ابن حجر کہتے

ہیں احتج جماعۃ بہ عمرو بن دینار مکی بہت بڑے اکابر میں مکہ معظمہ کے مفتی تھے ان کے انتقال کے بعد یہی عبداللہ مفتی ہوئے علمائے مکہ معظمہ نے انکے فتوے کو قبول کیا قدریہ ہونے کی وجہ سے کسی نے عذر نہیں کیا۔

(۴۳) عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلیٰ ابو محمد القرشی قدریہ المتوفی ۱۸۹ھ ہجری	بہت بزرگوں نے انکو ثقہ کہا ہے اور صحاح ستہ میں ان سے روایت ہے ابن حجر لکھتے ہیں قد احتج بہ الائمۃ کلھم یعنی تمام اماموں نے انکے قول

پر حجت لی ہیں۔ خلاصہ میں انسے احد الکبار لکھا ہے۔

(۴۴) عبدالرحمن بن اسحق المدنی قدریہ	صحاح ستہ میں ان سے روایت ہے۔

اور دلیل مانا ہے۔

(۳۶) عوف بن ابی جمیلہ الاعرابی البصری قدریہ المتوفی ۱۴۶ھ — شیعہ قدریہ ہیں باوجود اسکے ابن حجر کہتے ہیں احتج بہ الجماعۃ اور عینی کہتے ہیں کہ آپ کا ثقہ ہونا متفق علیہ۔

(۳۷) کہمس بن المنہال السدوسی قدریہ — امام بخاری کے شیوخ میں ہیں ابن حبان نے کتاب الثقات میں اسکے قدریہ لکھا ہے (خلاصہ)

(۳۸) محمد بن سوار البصری قدر المتوفی ۱۸۶ھ — یہ غالی قدریہ تھے مگر اصحاب صحاح انسے روایت کرتے ہیں۔ (ا ۲)

(۳۹) ہارون بن موسی الاعور النحوی قدریہ — ابن ماجہ کے سوا صحاح ستہ میں ان سے روایت ہے۔

(۴۰) ابو المغیرہ عبد اللہ بن ابی لبید المدنی قدریہ — ترمذی کے سوا بقیہ صحاح میں ان سے روایت ہے ابن سعد کہتے ہیں کہ بڑے عابدوں میں سے تھے مگر قدریہ تھے

(۴۱) ابراہیم بن محمد بن ابی یحیی ابو اسحق المدنی قدریہ — انکو قدریہ معتزلی رافضی جہمی سب کچھ کہا گیا ہے مگر سفیان ثوری اور ابن جریج اور امام شافعی انکے شاگرد ہیں چونکہ انپر دروغ کا الزام بھی لگایا گیا ہے اسیلئے بعض نے امام شافعی سے کہا کہ آپ ابراہیم سے روایت کرتے ہیں آپنے فرمایا قدریہ وہ ہے مگر جھوٹ کو بہت برا جانتا ہے اور حدیث میں ثقہ ہے اسیلئے میں روایت کرتا ہوں اسی طرح امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حسین بن حسن الاشقر کی نسبت کہا تھا یعنی امام احمد حسین سے روایت کرتے ہیں اور حسین کی نسبت محدثین نے منکر الحدیث وغیرہ ہونیکا الزام

ہے امام کا لقب بھی انہیں دیا گیا ہے اور صحاح ستہ میں انسے حدیثیں روایت کی گئی ہیں ابن حجر کہتے ہیں کہ شاید یہ داعی الی البدعۃ نہ تھے بہرحال مبتدع تھے اور باوجود اسکے اکابر انکی حدیث کو دلیل اور حجت سمجھتے ہیں

(۵۰) قتادہ بن دعامہ قدریہ وفات ۱۱۸ھ | مشہور محدثین میں ہیں کہتے ہیں کہ انکی عظمت و فضل اور ثقہ ہونے پر اجماع ہے تذکرۃ الحفاظ ظاہر ہے کہ بڑے زور کے قدری تھے امام احمد انکی مدح میں فرماتے ہیں کہ ایسے لوگ کم ملینگے جنہیں قتادہ پر فضیلت دیجائے سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ دنیا میں قتادہ کے مثل تھا ہی باوجود اس بج سرائی کے کسی نے نہیں کہا کہ امامین و صوفیین قدریہ ہو گئے بلکہ بطور سند اس بیج کو نقل کرتے ہیں) صحاح ستہ میں انسے کثرت سے حدیثیں روایت کی گئی ہیں۔ امام بخاری کے استاد ہیں علی بن یحیٰ نے یحیٰ بن سعید سے کہا کہ عبد الرحمٰن کہتے ہیں کہ جو بدعت میں سرگروہ ہو اور داعی الی البدعۃ بھی ہو اس سے میں روایت نہیں کرتا تو حضرت یحیٰ نے قتادہ ابن ابی رواد عمر بن ذر وغیرہ بہت راویوں کا نام لیکر کہا کہ انہیں کیا کرو گے یعنی یہ لوگ اس قبیلہ کے ہیں اور سب انسے روایت کرتے ہیں پھر یہ بھی فرمایا کہ اگر ایسے لوگ چھوڑ دیے جائیں تو بہت لوگ چھوڑنے ہونگے۔ حضرت یحیٰ جو فن حدیث کے امام ہیں انکے قول سے معلوم ہوا کہ احادیث کے بہت راوی ایسے ہیں جو مبتدعین کے سرگروہ اور داعی الی البدعۃ تھے ابو داؤد یہ کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک قتادہ کا قدریہ ہونا ثابت نہیں مگر جب مستند اکابر زور شور سے انکا قدریہ ہونا کہہ رہے ہیں تو ابو داؤد کا قول انکے معارض نہیں ہو سکتا جرح تعدیل پر مقدم ہے باینہمہ خلاصہ میں انکی نسبت یہ الفاظ ہیں احد الائمۃ الاعلام مشہور اماموں میں ایک امام ہیں۔

(۴۵) عبدالوارث بن سعید الثوری ابوعبیدہ قدریہ المتوفی سنہ ۱۸۰ھ

ذہبی کہتے ہیں کہ باوجود بدعتی ہونے کے ثقہ اماموں میں سے تھے یہی کہتے ہیں لم یتکلم عنہ احد الا لاتقانہ ودینہ وترکوہ وبدعتہ یعنی بسبب انکے اتقان اور دینداری کے کوئی اُنسے ہٹا نہیں اور اُس کی بدعت سے کچھ تعرض نہیں کیا اور یہی ذہبی نے لکھا ہو اجمع المسلمون علی الاحتجاج بہ

(۴۶) عطاء بن میمونہ البصری قدریہ المتوفی سنہ ۱۳۱ھ

حضرت انس کے غلام زادہ ہیں۔ امام بخاری اور اکثر ائمہ ستہ قدریہ کہتے ہیں مگر ترمذی کے سوا تمام صحاح میں اُنسے روایت ہے۔

(۴۷) العلاء بن الحارث الحضرمی دمشقی قدریہ المتوفی سنہ ۱۳۶ھ

باوجود قدریہ ہونے کے صاحب خلاصہ انکی نسبت لکھتے ہیں احد ائمۃ الکبار یعنی یہ ایک بڑے اماموں میں ہیں صحاح ستہ میں انسے روایت ہے۔

(۴۸) ہشام الاستوائی قدریہ المتوفی سنہ ۱۵۳ھ

قدریہ ہونے کے باوجود انکے ثقہ ہونے پر اتفاق ہے امام احمد انکو امام اوزاعی پر ترجیح دیتے ہیں۔ اور یحییٰ القطان کہتے ہیں کہ جب تو ہشام استوائی سے حدیث سن لے تو پھر اس کی پروا نہ کر کہ تونے دوسرے سے اس حدیث کو نہیں سُنا یعنی اسقدر معتمد علیہ ہیں کہ حدیث میں امیر المومنین اور حجت ہونیکا خطاب دیا گیا ہے اور صحاح ستہ میں انکی روایت لی گئی ہے ابن محمد کہتے ہیں کان ثقۃ حجۃ الا انہ یری القدر یعنی ثقہ تھے حجت تھے مگر قدریہ تھے۔

(۴۹) یحییٰ بن حمزہ الحضرمی قدریہ وفات سنہ ۱۸۳ھ

تیس برس تک دمشق کے قاضی

(۵۱) عبدالوارث بن سعید بن ذکوان التنوری البصری قدریہ۔	صحاح ستہ میں انسے روایت ہے سفیان ثوری اور علی بن المدنی وغیرہ انکے شاگرد ہیں اور ابو زرعہ اور وہیب اور بشر ادرین المفضل اور نسائی اور

ابن سعد انکے ثقہ اور سچے ہونیکے شاہد ہیں قال ابن سعد ثقۃ حجۃ تہذیب التہذیب اور ابن حبان اور ساجی اور ابن معین بھی انکو ثقہ کہتے ہیں مگر قدریہ کہتے ہیں اور اپنے عقیدہ کا بخوبی اظہار کیا کرتے تھے سنہ میں انکی وفات ہے حماد بن زید انکی صحبت سے منع کرتے تھے (تہذیب التہذیب)

(۵۲) سعید بن عروبۃ المصری قدریہ	صحاح ستہ میں ان سے روایت ہے آخر سن میں

کچھ اختلاط ہو گیا تھا اُسوقت کی روایت لائق اعتبار نہیں ہے۔ امام احمد کہتے ہیں کہ قدریہ تھے مگر اپنے مذہب کو پوشیدہ کرتے تھے اور عجلی کہتے ہیں کہ اپنے مذہب کی طرف داعی تھے شاید کسیوقت پوشیدہ کرتے ہونگے پر کھلکر دعوت کرنے لگے۔

(۵۳) عباد بن منصور الناجی قدریہ وفات ۱۵۲ھ	یہ قدریہ ہیں اور ابن حبان اس کی بھی تصریح کرتے ہیں کہ داعی الی القدر ہیں باینہمہ حماد بن سلمہ اور

یحییٰ بن سعید القطان کیسے بزرگ محدث انکے شاگرد ہیں اور حدیث انسے روایت کرتے ہیں ترمذی ابو داود نسائی ابن ماجہ میں انسے روایت ہے بصرہ کے قاضی تھے۔ احمد بن محمد بن یحییٰ کہتے ہیں کہ میرے دادا نے کہا کہ عباد ثقہ ہیں لا ینبغی ان یترک حدیثہ لرای اخطاء فیہ یہ لائق نہیں کہ ان کی راے کی غلطی سے انکی حدیث چھوڑ دی جاے (تہذیب التہذیب)

(۶۵) سعید بن عفیر ابو عثمان بصری شیعہ وفات سنہ ۲۲۶

اصل میں سعید بن کثیر بن عفیر ہے صحیح[illegible] روایت ہے بعض کہتے ہیں کہ بد[illegible] کی طرف ان کی نسبت صحیح نہیں۔

(۶۶) عباد بن العوام شیعہ وفات سنہ ۱۰۳ ہجری

امام او محدث ہونیکا لقب انکو دیا گیا ہے شیعہ ہونے کی وجہ سے ہارون رشید نے انہے قید بھی کر دیا تھا انکی حدیث بالاتفاق ثبت ہے صحاح ستہ میں انسے روایت ہے ابن حجر جیسے اکابر کی شہادت انکے ثقہ ہونے پر نقل کرتے ہیں۔

(۶۷) علی بن ہاشم بن ابرید شیعہ وفات سنہ ۱۸۱

امام بخاری کے شیوخ میں ہیں خلاصہ تذہیب میں انہے غالی شیعہ میں لکھا ہے ابن حجر کے کہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہے قرآن مجید کے مخلوق اور غیر مخلوق ہونے میں توقف تھا دونوں عیبیں ان میں ہونے کے ساتھ اصحاب ستہ انسے روایت کرتے ہیں

(۶۸) الفضیل بن دکین الکوفی شیعہ وفات سنہ ۲۱۳ھ

یہ شیعہ ہیں مگر حضرت معاویہ کو کبھی برا نہیں کہا صحاح ستہ میں انسے روایت ہے۔

(۶۹) خطر بن خلیفہ کوفی شیعہ وفات سنہ ۱۵۵ھ

بعض نے بد مذہب ہونیکی وجہ سے ان سے روایت کرنی چھوڑ دی تھی۔ مگر مسلم کے سوا اصحاب صحاح ان سے روایت کرتے ہیں۔ امام احمد انہے حسی مفرط کہتے ہیں حسی فرقہ جہمیہ کی شاخ ہے۔ کذا فی حاشیۃ الخلاصہ۔

(۷۰) اسحق بن منصور اسلولی شیعہ وفات سنہ ۲۰۵

شرح شمائل میں علامہ مناوی انکی نسبت کہتے ہیں۔ احد الائمۃ الزھاد المتمسکین بالسنۃ لکنہ یتشیع۔

میں ہے کان احمد بن حنبل یکاتبہ و یکرمہ اکراماً شدیداً۔

(۵۹) اسماعیل بن ابان الازدی شیعہ وفات سنہ ۲۱۳ھ — امام بخاری ترمذی ابوداؤد انسے روایت کرتے ہیں امام بخاری اور امام احمد بلا واسطہ انکے شاگرد ہیں۔

(۶۰) جریر بن عبدالحمید شیعہ وفات سنہ ۱۸۸ھ — بڑے عالم تھے دور دور سے لوگ انکے پاس تحصیل علم کے لیے آتے تھے اکابر نے انکے ثقہ ہونے پر اتفاق کیا ہے قتیبہ انہے غالی شیعہ کہتے ہیں یعنی فرماتے ہیں کہ یہ حضرت معاویہ کی نسبت شتم کرتے سنا

(۶۱) ابان بن تغلب الکوفی شیعہ وفات سنہ ۱۴۱ھ — اماموں ست ایک امام یعنی بخاری کے سوا پانچوں اصحاب صحاح ان سے روایت کرتے ہیں (خلاصہ)

(۶۲) خالد بن مخلد القطوانی شیعہ وفات سنہ ۲۱۳ھ — امام بخاری کے کبار شیوخ میں ہیں۔ امام مالک کے شاگرد ہیں مگر غالی شیعہ تھے تہذیب التہذیب میں ہے کان شتاماً معلناً یعنی علانیہ صحابہ کو شتم کرتا تھا۔ ابوداؤد کے سوا بقیہ صحاح ستہ میں انسے روایت ہے۔

(۶۳) سعید بن فیروز الکوفی شیعہ وفات سنہ ۸۳ھ — جلیل القدر مشہور تابعی ہیں صحاح ستہ میں انکی روایت حجت مانی گئی ہے۔

(۶۴) سعید بن عمرو بن اشوع شیعہ وفات سنہ ۱۲۰ھ — کوفہ کے قاضی تھے جوزجانی غالی شیعہ کہتے ہیں صحیحین اور ترمذی میں ان سے روایت ہے ابن حجر جوزجانی کو غالی ناصبی کہتے ہیں اور تعارض بیانی ہیں۔

(۷۶) جعفر بن سلیمان ابو سلیمان البصری شیعہ

یہ مشہور شیعہ ہیں متعدد روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت شیخین رضی اللہ عنہما سے بغض رکھتے تھے اور حضرت معاویہ کا ذکر جب آجاتا شتم کرتے اور جب حضرت علی کا ذکر آجاتا تو رونے لگتے تھے یہاں تک کہ بعض نے انکی نسبت یہ بھی کہا ہے کہ وہ مثل کتا ہیں انہیں اصحاب ستہ اپنے روایت کرتے ہیں اور متعدد اکابر انکے ثقہ ہونیکی شہادت دیتے ہیں اور انکے حال کے آخر میں صاحب تہذیب تہذیب نقل میں لم یستمع احد یطعن علیہ فی الحدیث ولا فی اخطاء فیہ ثم ذکرت عند شعبۃ حدیثہ فستحیم تو فکرا انکا غالی شیعہ ہونا انکے روہ ہونیکا باعث نہیں ہو۔ حضرت سفیان ثوری اور عبداللہ بن مبارک اور عبدالرحمن بن مہدی سے بزرگوں نے انکی شاگردی کی اور ان سے حدیث روایت کی

(۷۷) علی بن الجعد بن عبید الجوہری البغدادی شیعہ فات سنہ

سنہ میں انکی پیدائش ہے۔ بغداد کے شیخ ہیں غالی شیعہ انکو کہا گیا ہے تذکرۃ الحفاظ میں انکی جرح کے بعد لکھا ہے لکنہ فیہ ابتداء قال من لبعض السلف یعنی ان میں ایک بدعت ہی کہ بعض صحابہ کی شان میں کچھ کہتے ہیں اور تہذیب التہذیب میں کچھ تصریح بھی ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نسبت کہتے ہیں کہ بیت المال سے لاکھ درم ناحق نکال لیے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی نسبت بھی انکا خیال اچھا نہ تھا باینہمہ انکو ثقہ اور سچا اکابر کہہ رہے ہیں اور امام بخاری اور امام احمد اور ابو داود انکے شاگرد ہیں اور حدیث روایت کرتے ہیں۔

(۷۸) سلیمان بن قرم بن معاذ التیمی شیعہ

بعض انکو غالی شیعہ کہتے ہیں اور بعض

یعنی یہ بزرگ آئمہ زہاد میں ہیں سنت پر عمل کرنے والے اور ماثنے تمسک کرنے والے صحاح ستہ میں ان سے روایت ہے۔

(۷۱) محمد بن فضیل بن غزوان کوفی شیعہ وفات سنہ ۱۹۴ ہجری | حافظ حدیث ہیں مگر غالی شیعہ ہیں ابوداود کہتے ہیں کان شیعیاً محترقاً باوجود غالی شیعہ ہونیکے

اکابر نے اسے اوسط طبقہ میں شمار کیا ہے جس میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو۔

(۷۲) مالک بن اسمعیل ابوغسان شیعہ وفات سنہ ۲۱۹ھ | امام بخاری کے کبار شیوخ میں ہیں انکے ثقہ ہونے پر اتفاق ہے اماموں نے انہیں حجت مان لیا ہے

صحاح ستہ میں انسے روایت ہے۔

(۷۳) یونس بن جبان شیعہ | اکابر نے انہیں شتام الصحابہ اور غالی فی الرفض لکھا ہے یعنی رفض میں اسقدر غلو تھا کہ صحابہ کرام کو گالیاں دیا کرتے تھے کل اصحاب صحاح ستہ ان سے روایت کرتے ہیں۔ امام بخاری ادب المفرد میں انسے راوی ہیں۔

(۷۴) علی بن غراب الجزری ابوعبداللہ کوفی شیعہ | امام بخاری اور مسلم کے سوا آئمہ اربعہ انسے روایت کرتے ہیں۔ اور سفیان ثوری اور شعبہ اور اعمش وغیرہم انکے شاگرد ہیں۔ عبداللہ ابن احمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں صالح الحدیث لکن کان رأساً فی التشیع یعنی حدیث میں عمدہ ہیں مگر شیعہ ہونے میں اول نمبر ہیں اور ایسا ہی نسائی اور ابوزرعہ کا مقولہ ہے۔

(۷۵) جعفر بن زیاد الاحمر شیعہ | وکیع اور عبدالرحمن بن مہدی وغیرہما انکے شاگرد ہیں ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی انسے روایت کرتے ہیں متعدد اکابر انکی صداقت اور ثقہ ہونیکی شہادت دیتے ہیں مگر غالی شیعہ بلکہ شیعوں کا سردار بتاتے ہیں۔

جو صحابہ کو گالی دیتا ہو۔

(٨١) عباد بن یعقوب الرواجی الکوفی رافضی وفات سنہ ٢٥٠ھ — ابن حجر کہتے ہیں کہ یہ مشہور رافضی ہے شتم کرتا تھا اپنے عقیدہ کی طرف داعی تھا مگر سچا اور ثقہ تھا مگر باوجود شتم کرنے اور داعی ہونے کے صحاح ستہ میں اس سے روایت ہے خلاصہ میں ہے احد رؤس الشیعۃ فیہ غلو بشتم عال۔

(٨٢) عبد اللہ بن عیسیٰ بن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ رافضی وفات سنہ ١٣١ھ — باوجود شیعہ ہونے کے کل اصحاب صحاح ان سے روایت کرتے ہیں۔

(٨٣) عبد الرزاق ابن ہمام رافضی وفات سنہ ٢١١ھ — ابن عدی کہتے ہیں کہ ثقات اہل علم دور دور سے انکے پاس آئے اور احادیث انسے لکھیں اور انکا شیعہ ہونا بھی بیان کیا۔

(٨٤) عبید اللہ بن موسیٰ العبسی رافضی وفات سنہ ٢١٣ھ — امام بخاری کے بڑے شیوخ میں ہیں بعض انکو غالی شیعہ کہتے تھے مگر کل اصحاب صحاح ستہ کے نزدیک ان کی روایت حجت ہے (م) بہت بڑے قاری اور عابد اور کبار علماء شیعہ میں سے تھے۔

(٨٥) عدی بن ثابت الانصاری رافضی وفات سنہ ١١٦ھ — مشہور تابعی ہیں اور غالی شیعہ ہیں بلکہ شیعوں کے قاضی اور انکی مسجد کے امام تھے باینہمہ صحاح ستہ میں انسے روایت ہے اور کل اصحاب صحاح انکی حدیث کو حجت جانتے ہیں۔

(٨٦) علی بن الجعد ابو الحسن الجوہری رافضی وفات سنہ ٢٣٠ھ — بغداد کے شیخ ہیں غالی شیعہ ہونا انکا بیان کیا گیا ہے۔ اسکے علاوہ دوسری بدعت ان میں یہ تھی کہ قرآن مجید کے غیر مخلوق ہونے میں انہیں تامل تھا اصحاب صحاح میں امام بخاری

غالی رافضی کہتے ہیں باا ینہمہ امام احمد تلاش کرکے انکی روایت کو لیتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ ثقہ لوگوں میں ہیں بلکہ سفیان اور شعبہ پر انکو ترجیح دیتے تھے اور ابن ماجہ کے سوا تمام صحاح ستہ میں ان سے روایت ہے (تہذیب التہذیب وخلاصہ تذہیب)

(۷۹) حسن بن صالح بن الہمدانی الثوری شیعہ وفات ۱۶۹ھ

اسکے شیعہ ہونے کو العجلی ابن حبان سعد ساجی وغیرہ بیان کرتے ہیں اور یہی انکی نہایت تعریف بھی کرکے ہیں بعض کہتے ہیں ثقۃ ثبت متعبد کان یتشیع یعنی ثقہ ہیں حدیث کو صحیح طور سے خوب یاد رکھتے ہیں بڑے عابد ہیں لیکن شیعہ ہیں بعض کا قول ہے کان ناسکا عابداً فقیہاً حجۃ صحیح الحدیث وکثیرہ وکان یتشیع یعنی حج کرنیوالے تھے عابد تھے فقیہ تھے حجت تھے حدیث صحیح روایت کرتے تھے اور کثرت سے روایت کرتے تھے اور تھے شیعہ۔ اسکے اور بھی محامد تہذیب وغیرہ میں منقول ہیں۔ شیعہ ہونیکے علاوہ دو مسئلوں میں اور بھی جماعت اسلام سے علیحدہ ہیں یعنی کہتے ہیں کہ امام وقت اگر فاسق ہو تو اسکا اتباع واجب نہیں بلکہ اس سے لڑنا چاہیے دوسرے یہ کہ جمعہ کی نماز نہیں پڑھتے تھے با اینہمہ ہمارے اکابر انکی برائی نہیں کرتے نہ انکی برائی کی توجیہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انکی رائے تھی کہ فاسق کا امام ہونا درست نہیں اسی طرح فاسق کے پیچھے نماز جائز نہیں یہ لکھکر لکھتے ہیں فہذا مایعتذر بہ من الحسن وان کان الصواب خلافہ یعنی حسن کی طرف سے ان دونوں مسئلوں میں خلاف کرنیکا یہ عذر ہے اگرچہ صحیح بات اسکے خلاف ہے۔

(۸۰) ثابت بن ابی صفیہ الثمالی رافضی

صحیح بخاری اور مسلم کے سوا سنن اربعہ میں ان سے روایت ہے اور انکو رافضی لکھا ہے اور رافضی محدثین کی اصطلاح میں اسکو کہتے ہیں

علی کرم اللہ وجہہ کے قاتل ابن ملجم کی مدح میں قصیدہ لکھا اور وہ قصیدہ مشہور ہے با اینہمہ محدثین اُس کی تکفیر نہیں کرتے بلکہ اُس سے حدیث روایت کرتے ہیں صحیح بخاری اور ابو داود اور نسائی میں انسے روایت ہے۔

(۹۰) علی بن ابی ہاشم وقفیہ | انہیں قرآن مجید کے مخلوق اور غیر مخلوق ہونے میں تامل تھا امام بخاری کے سوا اور کوئی انسے روایت نہیں کرتا ابو حاتم کہتے ہیں کہ اسی توقف کی وجہ سے محدثین نے انہے چھوڑ دیا تھا مگر ابن حجر کہتے ہیں ولیس ذلک بمانع من قبول روایته یعنی توقف کرنا اس امر سے مانع نہیں کہ اُس کی روایت قبول کیجاے جب اور مبتدعین سے روایت کرتے ہیں تو یہ بھی اُنہی میں ہیں۔

(۹۱) ابو زکریا یحییٰ بن صالح جہمیہ وفات ۳۲۲ھ | ذہبی انہیں امام اور فقیہ لکھتے ہیں اور ایک جماعت نے ثقہ کہا ہے اور بدعت کی وجہ سے کچھ کلام نہیں کیا ہے امام مالک کے شاگرد ہیں اور امام بخاری کے اُستاد ہیں۔

(۹۲) شمر بن عطیہ الاسدی الکوفی عثمانی۔ | یہ سخت عثمانی ہیں۔ مگر بہت اکابر انکے ثقہ ہونے پر شہادت دیتے ہیں۔ اور ابو داود ترمذی نسائی۔ امام بخاری ادب المفرد میں انسے روایت کرتے ہیں۔

——— (ف) ———

ناظرین خوب خیال کریں کہ نقشہ مسطورہ سے پہلے اور نیز نقشہ کی خانہ کیفیت میں اکابر کے متعدد اقوال لکھے گئے ہیں جنسے ظاہر ہے کہ اگر کوئی ذی علم اہل سنت کے عقیدہ کے خلاف ہوگیا ہے تو صرف اس عقیدہ کی برائی سے وہ مردود نہیں ہوا بلکہ کثرت سے ایسے اکابر گذرے ہیں جو اہل سنت کے خلاف عقیدہ رکھتے تھے مگر

اور ابوداؤد ان سے روایت کرتے ہیں امام احمد اور مسلم بھی انسے روایت کرتے ہیں مگر صحیح مسلم میں ان سے روایت نہیں ہے۔

(۸۷) عکرمہ مولی ابن عباس اباضیہ وفات سنہ	باضیہ خارجیہ فرقہ کی ایک شاخ ہے حضرت عبد اللہ ابن عباس کی حیات میں آپ فتوی دیتے تھے بصرہ

میں جب آپ گئے تو جب تک وہاں رہے حضرت حسن بصری نے قرآن شریف کی تفسیر کرنا اور فتویٰ دینا موقوف رکھا۔ اوسکے خیال سے ذہبی کہتے ہیں کہ خوارج کے طریقہ پر تھے اور اسی سبب سے امام مالک اور مسلم نے ان سے روایت نہیں کی مگر مقدمہ فتح الباری میں اس الزام کو دفع کیا ہے پھر یہ بھی کہا ہے کہ جن اماموں نے انپر جرح کی ہے وہ بھی اُن سے روایت کرنے میں نہیں رکے من جرحہ من الائمۃ لم یمسکوا عن الروایۃ عنہ ولم یستغن عن حدیثہ غرضکہ ماحاصل یہ یعنی تبع ائمہ روایت کرنا جائز سمجھتے تھے۔

(۸۸) الولید بن کثیر ابو محمد المدنی (اباضیہ) وفات سنہ ۱۵۱	مقدمہ فتح الباری میں انکی نسبت یہ الفاظ ہیں قد کان ثقۃ ثبتاً یحتج بحدیثہ لم یضعفہ

احد انما عابوا علیہ الرای یعنی ثقہ تھے ثبت تھے اُنکی حدیث دلیل میں پیش کیجاتی ہے کسی نے انہیں ضعیف نہیں کیا البتہ انکی بجز رائے پر عیب گیری کی ہے دیکھیے باوجود خارجی ہونے کے کوئی انہیں ضعیف نہیں کہتا اور صحاح ستہ میں اُنسے روایت ہو صرف اُنکے عقیدہ کی برائی بیان کردیتے ہیں۔

(۸۹) عمران بن خطان (عقدیہ) وفات سنہ ۸۴	عقدیہ خوارج کی ایک شاخ ہو اپنے گروہ میں یہ سردار تھا اور اپنے مذہب کی طرف داعی بھی تھا اسی نے حضرت

راوی ہیں جنکا انتقال تیسری صدی میں ہوا ہے یہ زمانہ خیر القرون کا ہے اِس زمانے میں بھی اکابر پر غلط الزام دیے گئے ہیں چنانچہ بعض احادیث کے راویوں پر الزام دیا گیا حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور امام شافعی ہیں کہ انھیں مرجیہ اور رافضی ہونیکا الزام دیا گیا امام اعظم کو مرجیہ ہونیکا الزام حضرت امام کی حیات میں دیا گیا تھا۔ میں حضرت امام کی اُس تحریر کے دیکھنے سے مشرف ہوا ہوں جسمیں امام صاحب رحمہ اللہ نے اِس الزام کو نقل کر کے جواب دیا ہے۔ اِس زمانے کے جن برگزیدہ حضرات پر غلط الزام لگایا گیا یا لگایا جائے وہ اپنی تسلی کر لیں کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں ایسے اکابر کی متابعت نصیب کی کسی بات میں سہی غضب ہو کہ حضرت مسیح کے احیاء اموات کے معجزے کو مسمریزم قرار دیکر تفریق کا کام قرار دیا ہے اور انھوں نے جنکو مہدی اور مسیح ہونیکا دعوے ہے ندوۃ العلماء جسکو قوم کی اصلاح اور اسلام کے قوی کرنیکا دعوے ہے اُس کے رسالہ الندوہ میں حضرت شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات کو مسمریزم لکھا ہے پھر اگر اسوقت کے کسی بزرگ کو اِس زمانے کے حضرات اِسی قبیلہ کا الزام دیں تو کچھ عجب نہیں۔ اِس امر میں غور سے نظر کیجائے کہ سینے نقشہ مسطورہ آپکے سامنے کیوں پیش کیا ہے۔ اِس غرض سے پیش کیا ہے کہ آپ اکابر اہل اسلام کی روش پر نظر کریں کہ اُسوقت میں جو اہل سنت کے خلاف اِس فضل و کمال کے حضرات تھے اُن کے ساتھ ہمارے اکابر نے کیا برتاؤ کیا۔ سنئے (۱) اُن سے دین سیکھا۔ انھیں اپنے گروہ سے علیحدہ نہیں کیا۔ بلکہ اور سکھایا۔ (۲) اِسی پر بس نہیں کی بلکہ اُن سے محبت رکھتے تھے اور اُن کی تعظیم کرتے تھے اگر وہ اِس لائق ہوتے تھے۔ خیال کیجئے امام احمد بن حنبل تیز مزاج تھے اور حرارت دین آپ میں زیادہ تھی انھوں نے بھی ایسا کیا اُنکی

اکابر اہل سنت نے اُنسے حدیث روایت کی جو ہمارا دین ہے۔

نقشہ میں جو چند راویوں کے نام لکھے گئے ہیں یہ خصوص ان خواص راویوں میں ہیں یعنی احادیث کی کتابیں تو کثرت سے ہیں جنکو اصطلاح میں مسانید اور معاجم اور مسند وغیرہ کہتے ہیں ان تمام کتابوں میں چھ کتابیں منتخب کی گئی ہیں جنکو صحاح ستہ کہتے ہیں اور ان چھ کتابوں میں زیادہ معتبر صحیح بخاری اور صحیح مسلم ہے اور ان دونوں کو اصطلاح میں صحیحین کہتے ہیں نقشہ میں جو نام لکھے گئے ہیں اُن میں اکثر صحیحین کے راوی ہیں بنظر اختصار اور زیادہ معتبر ہونے کے ایسا کیا گیا البتہ اگر اس راوی کی صحاح ستہ میں روایت ہے یا بعض میں تو کیفیت میں ظاہر کردیا ہے اگر تمام کتب حدیث کے راوی اس قسم کے منتخب کیے جاویں تو ایک کتاب ہو جاوے۔ جسقدر نام لکھے گئے ہیں وہ دو قسم کے ہیں ایک وہ جن میں کسیکا اختلاف نہیں سب کا اتفاق ہے یا اکثر کے نزدیک وہ بدعقیدہ ہیں۔ دوسری قسم وہ ہے جن میں اختلاف ہے یا یہ کہا گیا ہے کہ پہلے یہ بدعقیدہ تھے پھر اُنہوں نے رجوع کیا یا الزام ہی غلط تھا یہ سب امور کیفیت میں ظاہر کردیے ہیں جہانتک مجھے علم ہوا ہے۔ یہ خوب مدنظر رہے کہ اس اختلاف سے میرے مدعا میں کچھ خلاف نہیں آتا کیونکہ بعض راوی ایسے بھی ہیں جنکے بدعقیدہ ہونے پر اتفاق ہے اور اگر دائرہ کو وسیع کرکے صحیحین کے علاوہ اور کتب احادیث کے راویوں کی تفتیش کیجاتی تو کثرت سے ایسے راوی ملتے جنکے بدعقیدہ ہونے پر اتفاق ہو اسکے علاوہ جنہوں نے کسی راوی کے بدعقیدہ ہونے میں اختلاف کیا ہے یا اس الزام کو غلط بتایا ہے وہ اس امر کے قائل نہیں کہ بدعقیدہ کی روایت معتبر نہیں بلکہ ایک واقعی امر جو انکی تحقیق میں تھا وہ کہدیا۔

جسقدر راویوں کے نام لکھے ہیں وہ پہلی اور دوسری صدی کے اکابر ہیں شاذ و نادر کوئی

ہوتا تھا ورنہ یہ اُستادی شاگردی کا سلسلہ نہوتا۔ برتاؤ سے نہایت ظاہر ہے کہ جسطرح اکابر اہلِ سنت نے اپنے گروہ اہلِ سنت کو تعلیم دی اور حدیث سُنائی اور اس کی اجازت دی اسیطرح تمام فرقِ اہلِ قبلہ کو جو حاضر ہوئے اُنھیں تعلیم دی اِسیطرح وہ محدث اگر شیعہ وغیرہ ہوئے تو اُنھوں نے اہلِ سُنت کو بلا تامل حدیث سُنائی اور اہلِ سنت کی سُنی۔ اسے مسلمانو! اپنے اکابر کی روش کو ملاحظہ کرو اور اِسوقت کے حال کو دیکھو اور یقین کرو کہ جو سلف صالح کے خلاف کر رہے ہیں وہ شیطان کے دھوکے میں آگئے ہیں یا کسی نفسانی غرض اور دنیاوی طمع سے اسلامی جماعت میں تفریق ڈالتے ہیں (۴) جو اسلامی برتاؤ فرقِ اسلامیہ میں بیان کیا گیا ہے اِس سے زیادہ اور کچھ بیان کرتا ہوں اُسے اچھی طرح دیکھیے وہ یہ ہے کہ جو برگزیدہ صفات علمائے ربانیین اور محدثین اہلِ سُنت کی مدح میں اکابر بیان کرتے ہیں وُہی صفات تمام فرقِ اسلامیہ کے محدثین کاملین کے لیے بیان کی ہیں۔ مسلمانو! ثقہ ہونا متقی ہونا دیندار ہونا ثبت ہونا اِسی طرح اور صفات ہیں۔ کتبِ رجال کے دیکھنے سے ہمارے اکابر کی حق پسندی اور سچائی مثل آفتاب کے روشن ہوتی ہے۔ یعنی جنھیں مُبتدع سمجھ لیا ہے اُنکی ہر جُزئی خوبی کو تلاش کرکے لکھتے ہیں اگر کسی میں زُہد کی صفت زیادہ ہے تو اُسے زاہد لکھینگے اور اگر عبادت زیادہ کی ہے تو اُسے عابد کہینگے پھر اسی میں اُن کے زہد اور عبادت کے متعلق اگر حکایات معتبر ہے تو اُس سے نقل کر دیا ہے یہ نہیں ہے کہ اپنے مذہب کے خلاف اُنھیں دیکھکر اُن کی تمام خوبیوں سے آنکھ بند کرلیں اور بجز معلون کرنیکے کوئی اُنکا شیوہ نہو۔ اِس سے بھی اور زیادہ سُنئے۔ ہمارے اکابر نے دیندار مبتدعین کاملین کی صرف معمولی تعریف ہی نہیں کی بلکہ جو دینی القاب عظیم الشان اکابر اہلِ سنت کو دیے ہیں وہ کاملین

تیزی تو اس سے خیال کر لیجیے کہ حضرت حارث محاسبی اُن کے دوست تھے جب
اُنھوں نے معتزلہ کا رد کیا تو اس قدر ناخوش ہوئے کہ کلام کرنا ترک کر دیا مگر یہی امام
جوزجانی کی تعظیم کرتے تھے اور رسم مُراسلت باہم جاری تھی اور جوزجانی امام موصوف کے
خطوط فخریہ منبر پر کھڑے ہو کر حاضرین کو سُنایا کرتے تھے اور تعجب یہ ہے کہ
جوزجانی غالی ناصبی تھے ۔ اے بھائیو! ذرا انصاف کرو کہ اسوقت کے وہ حضرات
جو اہل فضل و کمال کو ایک الزام لگا کر اسقدر اُسکی فضیحت کرنا چاہتے ہیں کہ تمام اُن
کے نام پر لعن و طعن کرنے لگیں اور تمام خوبیاں اُنکی لوگوں کی نظر میں بُرائیوں سے
بدل جائیں۔ یہ کیسا اندھیر ہے اور یہ فعل اکابر اسلام کے برتاؤ کے کسقدر مخالف ہے
اب سوچو کہ یہ کیوں ہو رہا ہے کہ کوئی عالم دیندار سلف کے خلاف کر سکتا ہے ہرگز نہیں
ہرگز نہیں (۳) یہ امر بھی مد نظر رہے کہ اُسوقت حدیث کی روایت دو چار شخصوں کے
درمیان نہیں ہوتی تھی بلکہ وہ وقت نمو اسلام اور جوش اسلام کا تھا جب کوئی محدث
حدیث بیان کرنا چاہتا تھا تو بعض وقت سینکڑوں اور بعض وقت ہزاروں شخص سننے
اور حدیث کے یاد کرنیوالے جمع ہو جاتے تھے اسقدر مجمع ہوتا تھا کہ اسوقت کے
جلسے اُسکے سامنے ہیچ ہیں اب اگر وہ محدث اکابر اہل سُنت سے ہیں اور اکثر ایسا
ہی ہوتا تھا تو اُن کے مجمع میں جو خاص مذہبی و دینی جلسہ ہوتا تھا سب قسم کے لوگ
ہوتے تھے یعنی سُنّی۔ شیعہ۔ معتزلی (جسے اسوقت کے لحاظ سے نیچری کہہ سکتے ہیں)
رافضی۔ خارجی یہ سب جمع ہوتے تھے نہ کسی فرقہ والے کو یہ خیال ہوتا تھا کہ یہ محدث
تو سُنّی ہیں ہم اس سے حدیث کیوں لیں۔ نہ وہ سُنّی محدث یا سامعین حدیث یہ کہتے
تھے کہ ہمارے مذہبی جلسے میں مُبتدعین نہ آئیں شاید یہاں آ کر کسیکو بہکائیں یہ خیال نہیں

محققین کا مذہب یہی ہو کہ انکی روایت مقبول ہو بشرطیکہ جھوٹ بولنے کو حرام جانتا ہو
چنانچہ امام فخر الدین رازی محصول میں اور علامہ بیضاوی منہاج میں اور علامہ ابن
ہمام تحریر میں اسی امر کو حق لکھتے ہیں اور خطیب نے اہل نقل اور متکلمین کے گروہ سے اس
مذہب کو نقل کیا ہو۔ اگر تحفیہ کو ایسا عام کر دیا جاوے جیسا کہ اسوقت کے بعض مولوی
کرتے ہیں تو بہت روی سینے جنپر تحفیہ زور شور سے ہو سکیگی۔

الغرض سلسلہ احادیث سے اور محققین حنفیہ و شافعیہ کے قول سے یہ ثابت
ہو کہ ہر قسم کے بدعتی کی روایت درست ہے۔ اور صحاح ستہ میں ان سے روایت موجود
ہے مگر جو اپنے مذہب کی تائید کے لیے جھوٹ کو جائز جانتا ہو اُسکی روایت اور
شہادت بالاتفاق مردود ہو خواہ بدعتی ہو یا سُنی۔ اسمیں شبہہ نہیں کہ کُتب اصول حدیث
میں لکھتے ہیں کہ صحیح اور معتمد مذہب یہ ہو کہ جو صحابہ کو سَب ولعن کرے اُسکی روایت
معتبر نہیں اسکا مطلب یہ ہو کہ جسقدر نبوت کے زمانے سے بُعد ہوتا گیا اُسیقدر
مسلمانوں میں بُرائیاں آتی گئیں۔ ابتدا میں جو گروہ سَب ولعن کرتا تھا اُسمیں جھوٹ
اور تقیہ کی ایسی ترقی ہوئی کہ رفتہ رفتہ وہ بہت بڑا ثواب جاننے لگے اُسوقت اُن کے
قول پر اعتبار نہ رہا اور علماے متاخرین نے کہدیا کہ جو سَب ولعن کرے اُسکی روایت
معتبر نہیں۔ حضرات فہمیدہ سمجھ گئے ہونگے کہ یہ اعتبار نہ کرنا در اصل اُن کے سب
کی وجہ سے نہیں بلکہ اس جھوٹ کی وجہ سے ہے جو اُنھوں نے اپنا شعار کر لیا تھا
اب بعض راوی ایسے بھی ہونگے جو اس جھوٹ کے شائع ہونے سے پہلے روایات
کر چکے ہونگے اور بعض ایسے بھی نکلینگے جو جھوٹ کے شیوع کیوقت بھی اس نکوہیدہ
صفت سے اجتناب کرتے ہوں جو جھوٹ سے بری رہتے تھے۔ نقادین رجال نے

اہلِ بدعت کو بھی دیے ہیں مثلاً امام ہونا۔ حجت ہونا۔ امیر المومنین ہونا۔ آخر الذکر ہونا نقشہ میں عبد الوارث اور ہشام الاستوائی اور عمر بن ذر۔ عباد بن العوام کی کیفیت ملاحظہ کیجائے۔ اس سے اظہر من الشمس ہوتا ہے کہ صرف کسیقدر عقیدہ کی خرابی سے اہل کمال مردود نہیں ہوجاتے۔ بلکہ فسق و فجور کے دوسرے اسباب ہیں جنسے مردود ہو سکتے ہیں
(۵) نقشۂ مسطورہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ہر قسم کے مبتدعین سے شیخین میں بلکہ صحاح ستہ میں روایت ہے یعنی ایسے بعض بھی ہیں جو بدعت کیطرف داعی نہیں تھے اور ایسے بھی ہیں جو داعی تھے اور قتادہ کی کیفیت میں یحیی بن سعید کے قول سے یہ ظاہر ہوا کہ ایسے لوگوں کی روایت کتب حدیث میں کثرت سے ہے پھر راویوں میں ایسے بھی ہیں کہ وہ بعض اصحاب کرام کو برا کہتے تھے۔ چنانچہ حریز بن عثمان کے حال میں تہذیب التہذیب میں ہے۔ قال ابن حبان کان یلعن علی بن ابی طالب بالغداۃ سبعین مرۃ و بالعشی سبعین مرۃ۔ یعنی صبح و شام ستر ستر مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر لعنت کرتا تھا (نعوذ باللہ تعالیٰ) اگرچہ ذہبی نے اسکا انکار نقل کیا ہے مگر ابن حجر تہذیب التہذیب میں غنجار کا مقولہ لکھتے ہیں کہ حریز حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں بے ادبی کرتا تھا یحیی بن صالح کہتے ہیں کہ سات برس تک صبح کی نماز میں نے اُن کے ساتھ پڑھی ہے۔ دیکھا کہ جب تک ستر مرتبہ علیؓ پر ...... نہیں کر لیتا تھا مسجد سے باہر نہیں جاتا تھا۔ اب ان لوگوں کے مقابلہ میں کسی ایک کا انکار نقل کرنا پایۂ اعتبار پر نہیں ہو سکتا۔ اسکے علاوہ اور بھی بعض راوی ایسے ہیں چنانچہ جریر بن عبد الحمید۔ عباد بن یعقوب وغیرہ غرضکہ ہر قسم کے مبتدعین سے روایت کتب احادیث میں ہیں۔ لہذا فقہا اور اصولیین کے اقوال نقل کرنا اس امر میں فضول ہیں اسقدر لکھنا کافی ہے کہ اگر بدعت کفر کی حد تک پہنچ گئی ہو اُسوقت بھی

خلاف کریں اور یہاں تک کہ اُن میں عام طریقہ جاری ہو تو بجز اسکے کہ اُس خلاف کرنے میں
کوئی غرض نہیں معلوم ہوتی بجز دین کی بربادی کے اور دین کی اشاعت کے انسداد ضرور ہے کہ
یا تو اکابر سلف کے نزدیک وہ حدیث ثابت نہیں ہے جیسے کہ اُس نے حدیث مذکورہ کے تین
سلسلے بیان کرکے تینوں کو موضوع لکھا ہے۔ یہیں سے انکی سمجھنے میں غلطی ہوتی ہے۔ عقلمندوں
کو اتنا ہی جواب کافی ہے۔ جب اکابر سلف کا قول و عمل دکھا دیا اب اگر کوئی مجتہد بکر
اعتراض کرے تو ہم مجتہدانہ نہایت شافی جواب دے سکتے ہیں مگر اسوقت ہم اسیقدر
جواب کافی سمجھتے ہیں۔ یہاں تک جو طریقہ سلف بیان کیا گیا تو یہ اُسوقت کا طریقہ
ہے جسکی خیر اور بہتر ہونیکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہادت دی ہے۔
یعنی ارشاد خیر القرون قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم۔

اب چاہتا ہوں کہ اسکے بعد کا نمونہ بھی اپنے بھائیوں کے روبرو پیش کروں
تاکہ وہ غور کریں اور اسوقت کی روش سے مقابلہ کرکے امر حق کی پیروی کریں۔ اہل قبلہ
سے میل جول کا برتاؤ قریب زمانہ تک رہا ہے یہاں تک کہ بعض کتابیں اُن کی تصنیف
شدہ ہماری دین کی کتابوں میں داخل رہی ہیں اور اب تک داخل ہیں ہمارے ہاں
اصل علوم دین میں تین ہیں فقہ۔ حدیث۔ تفسیر چنانچہ مولانا روم فرماتے ہیں ؎

علم دیں فقہ است و تفسیر و حدیث

ان تینوں علموں میں غیر مذہب کی کتابیں ہمارے علماء میں مشہور اور متداول اور
اسیطرح مقبول ہیں جسطرح علمائے اہل سنت کی تصانیف۔ ملاحظہ کیجیے فقہ میں
قنیہ ہے اسکا مؤلف معتزلی ہے بلکہ اسوقت کے عرف میں نیچری کہنا چاہیے ان کی
تعریف کے الفاظ دیکھیے۔ کان من کبار الائمۃ واعیان الفقہاء عالما کاملا

عوام میں بدنام کر سکتے تھے اُس کی نظیر اسوقت میں موجود ہی وہ یہ کہ ۱۳۱۱ھ میں جم غفیر علمار نے ایک مجمع قائم کیا اُسمیں اہل سنت کے سوا دوسرے عقیدے کے بعض علما وغیرہ بھی شریک کیے گئے اُسپر بعض اہل سنت نے جن کے نزدیک مختلف عقائد کے لوگوں کا اجتماع اچھا نتھا اسقدر فتنہ اُٹھایا اور شور وغل مچایا اور بڑے بڑے صلحار اور علمار کو جہانتک اُن کے امکان میں تھا ذلیل کیا۔کیا یہ حضرات درحمل مقلد اور سلف صالح کے سچے پیرو کہے جائینگے۔ ہرگز نہیں۔ نہایت ہی ظاہر ہو کہ جو سلف صالح کی روش کے خلاف کرے اور اپنے کو مقلد کہے وہ عوام کو دھوکہ دیکر اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہے دین کی تائید اور مسلمانوں کی بہی خواہی ہرگز اُسے منظور نہیں ہی جو سلف صالح کے خلاف کرے وہ مسلمانوں کا خیرخواہ نہیں ہوسکتا اب ایک شبہ باقی رہا جاتا ہی اُسکا فیصلہ بھی ضروری ہی وہ یہ ہی کہ جب بدعتی کو پیشوا کا اُستاد بنانا درست ہوا اور اکابر نے بنایا ہی اور اُن کے لیے ہر طرح کے کلمات مدحیہ کہے یہاں تک کہ اُنھیں امام کہدیا تو اس سے زیادہ اور کیا اُن کی تعظیم ہوگی اور بدعتی کی تعظیم صریح حدیث کے خلاف ہے۔ حدیث میں ہی۔ من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی ھدم الاسلام۔ اسکے علاوہ عوام کے لیے یہ زیادہ موجب گمراہی ہی مجھے یاد پڑتا ہی کہ اسکا جواب کسی ندوہ کے حامی نے اپنے رسالہ "ارشاد الکملا" میں اچھا دیا ہی۔ محققانہ جواب ہے۔ مگر مجھے نہ ندوہ سے مطلب ہے نہ اُسکے رسالے۔ میں تو موٹی سی ایک بات کہتا ہوں کہ محدثین کا مبتدعین سے روایت کرنا تو ہر طرح ثابت ہے اسمیں تو کسیطرح شک وشبہ نہیں۔ پھر حدیث کی حالت کو اور اُسکے مطلب کو محدثین ہی خوب جانتے اور سمجھتے تھے یہ کیسے ہوسکتا ہی کہ عام محدثین کسی حدیث کے

اصحاب الکتب الستۃ و غیرھم ممن لم یلتزموا فی کتبھم الصحۃ۔	حبان اور ابن خزیمہ اور حاکم انھوں نے اپنی مشہور کتابوں میں صحیح حدیث لانیکا التزام کیا ہی۔

دوسری قسم احادیث کی وہ ہو جسکو اور اماموں نے روایت کیا ہے جیسے کہ امام مالک ہیں امام احمد ہیں وغیرہم یہاں سے معلوم ہوا کہ حاکم کی کتاب مستدرک کو ہمارے علماء امام مالک اور امام احمد کی کتاب موطا اور مسند سے زیادہ معتبر سمجھتے ہیں اور حاکم کو بعض اکابر نے تو رافضی کہا ہے مگر علامہ شمس الدین ذہبی کہتے ہیں کہ رافضی تو نہیں ہیں مگر شیعہ ضرور ہیں اور بعض عقائد میزان الاعتدال میں نقل کیے ہیں اور انساب سمعانی نے بھی اُنکو شیعہ لکھا ہی۔ محدثین کی اصطلاح میں رافضی اُسے کہتے ہیں جو صحابہ کو بُرا کہے اور شیعہ وہ جو حضرت علیؓ کو اور صحابہ پر فضیلت دے بہرحال دونوں گروہ اہل سنت سے خارج ہیں اور اکابر اہل سنت نے ایک شیعہ کی کتاب کو اپنی کتب دینیہ میں داخل کیا اور معتبر سمجھا اور کثرت سے اُس کی احادیث سے سند لائی جاتی ہی۔ تفسیر میں کشاف ہو جسکو علامہ زمخشری نے لکھا ہو ۵۳۸ھ میں اُنکا انتقال ہوا ہو چونکہ یہ مشہور معتزلی اور سخت معتزلی ہیں مگر اکابر حنفیہ شافعیہ مالکیہ وغیرہم نے اِس تفسیر کیطرف نہایت توجہ کی اور دُنیا بھر میں یہ تفسیر مقبول ہوئی۔ ذرا خیال کرنیکی بات ہی کہ معتزلی کا کلام تھا مگر اکابر اہل سنت کسطرح اُس کی طرف متوجہ ہوئے ہیں بعض نے کامل شرح لکھیں بعض نے کامل حاشیہ لکھا کسی کسی نے بعض بعض مقام کا حاشیہ لکھا کسی نے صرف اُسکو خطبہ سے کامل کیا۔ اسکے حاشیہ لکھنے والوں میں علامہ سعد الدین تفتازانی بھی ہیں جسکو علماء نے بے نظیر حاشیہ کہا ہو اور علامہ قطب الدین رازی صاحب قطبی بھی ہیں اس حاشیہ پر جمال الدین اقسرائی نے اعتراضات کیے ہیں اُسپر عبد الکریم بن عبد الجبار

یعنی بہت بڑے اماموں میں سے تھے اور مشہور فقہا میں اور علمائے کاملین میں سے تھے۔ ذرا غور
فرمائیے کہ ہمارے اکابر متاخرین معتزلی کی اسقدر مدح کر رہے ہیں۔ اب جدید علمائے
اہل سنت کی روش کو دیکھیے کہ اگر کہیں وہابیت کا شبہ ہو جائے تو پھر اُس عالم کی
کیا نوبت ہوتی ہے نعوذ باللہ اور پھر دعوی تقلید اکابر ہے۔ صاحب قنیہ کا نام مختار
بن محمود ہے۔ انکی وفات ۶۵۹ھ میں ہے۔ یہاں زیادہ لائق لحاظ یہ امر ہے کہ قنیہ کے مسائل
محققین کے نزدیک زیادہ لائق اعتبار نہیں ہیں۔ مگر پھر بھی ہمارے علماء متاخرین نے
کتابوں میں بہت جگہ اُسکے حوالے سے مسائل نقل کئے ہیں۔ دُرِّ مختار جیسی معتبر اور
مشہور کتاب میں کثرت سے قنیہ کا حوالہ ہے اگر خلاف مذہب ہونیکی وجہ سے کچھ بھی
تعصب کرتے تو قنیہ کا کہیں ذکر نہ کرتے کیونکہ قنیہ کچھ ایسی مستند اور معتبر کتاب نہ تھی کہ
بغیر اُسکے حوالہ چارہ نہ تھا۔ علم حدیث میں مستدرک حاکم ہے اسکے مؤلف حافظ ابو عبد اللہ
حاکم ہیں جنھوں نے اُن صحیح احادیث کو جمع کیا ہے جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں رہ گئی تھیں۔ اہل
علم بخوبی واقف ہیں کہ ہمارے ہاں یہ کتاب کسقدر معتبر اور مستند ہے یہاں تک کہ امام
احمد بن حنبل کی مسند پر اسکو ترجیح ہے یہ کتاب صحیحین کے مرتبہ میں داخل ہے اور امام محمد
کی مسند کو ہمارے علماء نے اس مرتبہ میں داخل نہیں کیا چنانچہ علامہ علی قاری نے شفاء قاضی
عیاض کی شرح میں لکھا ہے۔

قد صرح اهل الصحيح اي من التزم صحة
ما رواه كالشيخين وابن حبان و
ابن خزيمة والحاكم في كتبهم المعروفة
والائمة كمالك واحمد وبقية

یہاں شفاء میں حدیث کی دو قسمیں ہیں اول وہ جسکو
اہل صحیح نے اپنی کتاب میں روایت کیا ہے یعنی اُن
حضرات نے جنھوں نے صحیح حدیث روایت کرنیکا
التزام کیا ہے جیسے امام بخاری اور امام مسلم اور ابن

اور مشتبر کی کسقدر غفلت لوگوں کے دلوں میں ڈال دی

اسکے بعد تفسیر مذکور کے بعض خوبی وہ نقل کرتا ہوں جس سے ہمارے کا بکی حقارت

اور انصاف اظہر من الشمس ہوتا ہے

قال کتاب الکشاف کتاب شریف القدر	کتاب کشاف عالی قدر اور بڑے مرتبہ کی کتاب
رفیع الشان لم یوجد مثله فی تصانیف	ہے متقدمین کی تصانیف میں اسکی مثل کوئی کتاب
الاولین ولم یروا شبهه فی تالیف الآخرین	نہیں ہے نہ متاخرین کی تصانیف میں.

محشی نے اس میں بہت مطالب لکھے ہیں ان میں سے دو تین جملوں کی نقل کو
کافی سمجھتا ہوں محشی نے کو جو کہ وہی کہ اہل سنت میں ہیں اسلئے اس تعریف کے بعد
مصنف کے نقص و ... کو بھی بیان کردیا ہو چند نقائص لکھے ہیں. مثلاً یہ کہ جب ایسی
آیت کی تفسیر مصنف کرتا ہو جسکا مضمون اسکی خواہش یعنی اعتزال کے خلاف ہو تو
فضول تکلف کرکے اس آیت کو ظاہری معنی سے پھیرتا ہو بغیر ضرورت کے اور کلام
کو طوالت دیکر اعتزال سے جوڑ دیتا ہو. دوسرا نقص یہ ہو کہ اولیاء اللہ پر طعن کرتا ہو
تیسرا نقص یہ ہو کہ فرقۂ اہل سنت کو برے الفاظ سے یاد کرتا ہو. اب مجھے یہ کہنا کہ یہ
عیوب جو بیان کیے گئے بہت بھاری نقص ہیں مگر جو محشی یہ عیوب بیان کرتا ہو وہی
علاوہ اُس تفسیر کو ایسی بے نظیر کہتا ہو کہ اگلوں کی تصانیف میں اسکی نظیر ہے نہ پچھلوں
کی تصانیف میں. الحاصل ایسے عظیم عیوب کے ساتھ اسکی خوبیوں پر کامل نظر ہو اور محشی
کی حقانیت نے اُس کے اظہار پر اُسے مجبور کیا ہو اسوقت کے تعصب یہ امر حیرت انگیز
ہو کہ جس کتاب میں ایسے مذہبی عیوب ہوں اُس کی طرف اکابر اہل سنت کی اسقدر توجہ
موجود ہو [illegible] ہوا کہ اُسکے دیکھنے سے طلبا رسکے اور اہل علم کے

نے محاکمہ کیا ہی جسکا انتقال سنہ ۷۲۱ھ میں ہوا اور اسکے ایک محشی سید جرجانی بھی ہیں اس شرح
پر محی الدین بن الخطیب نے حاشیہ لکھا ہو۔ سید شریف کا انتقال سنہ ۸۱۶ھ میں ہوا اور محی الدین کا
انتقال سنہ ۹۰۱ھ میں ہی۔ سید صاحب نے حسب عادت اپنی کشاف پر اعتراضات
کئے ہیں۔ علامہ برہان الدین نے ان اعتراضوں کے جواب دئیے ہیں۔ اس سبے تعصبانہ
روش پر غور کیجئے کہ ایک سید سُنی نے جو ایک معتزلی کی کتاب پر اعتراض کیے تھے
اُسکا جواب معتزلی کیطرف سے ایک عالم اہل سنت نے دیا اور امر حق کو ظاہر کیا۔ معتزلی کی
کتاب پر علماء کی توجہ کو دیکھا جائے کہ حاشیہ پر حاشیہ لکھا گیا پھر اُسپر تیسرا حاشیہ۔
ان محشیوں کے نام میں نے اسلیے لکھے کہ اُن کو وہ طلبا بھی جانتے ہیں جنھوں نے قطبی اور تیسیر
اور تلویح پڑھی ہی۔ کتنے علماء اُسکی طرف اس طرح متوجہ ہوئے کہ اُسکا اختصار کیا چنانچہ علامہ
قطب الدین نے سنہ ۹۰۰ھ میں اور علامہ محمد انصاری نے جنکی وفات سنہ ۹۲۶ھ میں ہوا ور
علامہ عبد الاول نے جنکی وفات سنہ ۹۵۰ھ میں ہی۔ سب سے عمدہ اور برگزیدہ انتخاب علامہ
ناصر الدین بیضاوی کا ہو جو دنیا میں مشہور اور مقبول ہی۔ علامہ بیضاوی کا انتقال سنہ ۶۹۱ھ
میں ہی۔ بعض نے احادیث کشاف کی تخریج کی ہی۔ ان حضرات میں امام جمال الدین
زیلعی حنفی بھی ہیں جنکا انتقال سنہ ۷۶۲ھ میں ہی علامہ ابن عسقلانی نے اسکی تلخیص کی ہی اب
خیال کیجیے کہ ایک معتزلی اپنی کتاب میں بغیر سند کے احادیث لایا ہی ہمارے علماء
احناف اُس کے قول کی سچائی دکھانیکو اُن احادیث کی سند بیان کرتے ہیں حقانی
یہ لوگ تھے بعض نے اُس کے اشعار کی شرح کی ہی بعض نے اُسکے شواہد کی شرح
کی کئی جلدوں میں بعض نے اُن مقامات کا عالمانہ جواب دیا۔ جہاں سے مفسر نے
اعتراض کا ثبوت دکھایا تھا۔ ذرا غور کیجیے کہ علماے کرام نے اسقدر توجہ نے اُس تفسیر

آجائے تو ہمارے عقائد کے فاسد ہونیکا احتمال ہے اس کی وجہ یہ ہو کہ واقع میں ان کے ایمان ضعیف ہیں اُن کے قلب میں بشاشتِ ایمان نہیں آئی۔ تعلیم اُنکی اچھی نہیں۔ عمدہ دلائل مُناسب وقت سے عقائد حقہ کو ذہن نشین نہیں کیا گیا۔ کامل الایمان اہل اللہ کی صحبت اُنھیں نصیب نہیں ہوئی جب وہ اپنے ایمان کو متزلزل سمجھ رہے ہیں باوجودیکہ اپنے آپ کو اہلِ علم اور کامل سمجھ رہے ہیں اسلئے اُنھیں یہ خوف ہوتا ہی مگر اُنکا ضعفِ ایمانی کسقدر لائقِ افسوس ہی کہ اپنی جماعت کو مخالف کے ایک شخص سے ضعیف سمجھتے ہیں یعنی ہماری جماعت کا اثر تو اُس شخص کو درست نکریگا بلکہ اُس ایک کا اثر ہماری جماعت کو خراب کردیگا۔

ای دردمندان پیروانِ اسلام پھر غور کرو کہ جب ہمارے سلف نے تمام اہلِ قبلہ سے وہ برتاؤ رکھا جسکا ذکر اوپر کیا گیا۔ یعنی حدیث اُن سے روایت کی اُنھیں دینی اُستاد بنایا اُن کی دینی مجلسوں میں خود گئے اور اُنھیں اپنی مجلسوں میں آنے دیا اُنکے فضل و کمال کی اُسیطرح بج کی جسطرح اپنے گروہ اہلِ سنت کی۔ ہمارے متاخرین اکابر نے اُنکی بعض کتابوں کو اپنی کتبِ دینیہ میں داخل کرلیا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ہم اپنے سلفِ صالح کی پیروی نکریں اور اپنے اکابر کی اقتدا کو چھوڑ دیں اور اُسکے خلاف نہایت خطرناک طریقہ اختیار کریں جسکی مضرتیں ہم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہیں حیرت یہ ہی کہ مضرتوں پر خود خیال نہیں کرتے اور اگر کہا جاوے اور نقصانات بتلائے جائیں تو بھی سُنتے نہیں۔ سمجھئے پھر یہ کیا ہی ذی علم ہیں اپنے ذاتی نفع اور نقصان کو خوب سمجھتے ہیں ذرا سا مالی نقصان دیکھیں تو شریعتِ محمدیہ سے منہ ہٹا کر حاکم وقت کے دربار میں فریادی پہنچیں مگر یہ علانیہ اسلامی مضرت اُن کے خیال میں نہیں آتی۔ جسکی وجہ سے ہندوستان

عقائد خراب ہونگے۔ اور ہماری اِسقدر توجہ سے ایک معتزلی کی قدر و منزلت زیادہ ہوگی۔ پھر اِسکے علاوہ اہل سنت میں یہ تفسیر ایسی مقبول و مشہور ہوئی کہ دنیا میں شائع ہوگئی چنانچہ محشی مذکور کا اُسکی مدح میں یہ قول بھی ہے

ولذلک قد تداولته ایدی الانظار فاشتهر فی الاقطار کالشمس فی نصف النهار	یعنی ان ہی خوبیوں کی وجہ سے دیکھنے والوں نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا اور ہر طرف وہ مثل آفتاب نیمروز کے مشہور ہوگئی۔

اِسوقت بھی بعض علماء کاملین کے درس میں ہے۔ اکابر کے اس طرزِ عمل سے اظہر من الشمس ہوتا ہے کہ وہ فائدہ اُٹھانے میں تعصب کو دخل نہیں دیتے تھے بلکہ کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المؤمن پر عمل کرتے تھے یہ بھی اُنھیں خیال نہ تھا کہ کسی بدعقیدہ کی صحبت یا اسکے کلام سے اور دیکھنے سے ہمارے یا ہمارے گروہِ حقہ کے عقائد خراب ہو جائینگے۔

اگر ہمارے اکابر کا ایسا خیال ہوتا تو حدیث کی روایت مختلف فرقوں سے ہرگز نہوتی۔ کتب مذکورہ کی طرف اہل سنت توجہ نکرتے بلکہ اُسکی برائیاں بیان کر کے گروہ اہلِ سنت کو اِدھر متوجہ نہونے دیتے مگر اُن کے ایمان کامل تھے وہ اپنے مذہب کو ایسا قوی اور مستحکم جانتے تھے کہ مخالف کے وسوسوں سے اُسمیں ہرگز لغزش نہیں اُسنے یہ کامل اعتقاد تھا کہ جو دل سچے عقائد کے نور سے منور ہے اُسمیں باطل عقائد کی ظلمت نہیں۔ اِسلئے یہ امر دیگر ہے کہ جو ازلی شقی ہو جسکے دل میں حقانی عقائد کا نور نہیں پھیلا گو بظاہر ایک وقت فرقہ حقہ میں اُسکا شمار ہو مگر اُسے ایک دن شقاوت ازلی نصیب ہونا ہو وہ کسی کے روکے نہیں رُکتی۔ اِسوقت کے اہل علم اپنے اور اپنے گروہِ حقہ کو ایسا ضعیف الایمان سمجھتے ہیں کہ اگر ہماری جماعت میں ایک فاسد العقیدہ

جمع ہو سکتی ہیں تو میں یہ کہونگا کہ اگر رشتہ اسلام جو ہمارے اور تمھارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں قائم کر دیا ہے بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ اپنے قلب سے ہمارے قلب میں ڈالدیا ہے وہ ہمارے نزدیک نسبی رشتہ کی برابر بھی نہو تو حیف ہے ایسے اسلام پر۔ پھر ایسے لوگ رسول اللہ صلعم سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں اور وہابیہ کو الزام دیتے ہیں افسوس صد افسوس۔ خیر یہ بات تو عاشقان رسول کی ہی خوب سمجھ گئے۔ لہذا عام فہم کیلئے ہم مقلدانہ جواب دیتے ہیں اور چونکہ حنفی ہیں اسلئے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول پیش کرتے ہیں جو سچے اُنکے پیرو ہیں وہ ضرور مانینگے اور جنھوں نے حنفیت کو عوام کی قبولیت کیلئے آڑ قرار دے رکھا ہے درحقیقت وہ حنفی نہیں ہیں اُنسے ہمارا خطاب نہیں ہے۔ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ عالم متعلم ہے بطریق سوال وجواب کے اُس میں بہت باتیں ہیں اُس میں لکھا ہے۔

قال المتعلم اخبرني عن الاستغفار لصاحب الكبيرة هو افضل ام الدعاء عليه باللعنة قال العالم الذنب على منزلين غير الاشراك بالله فاي الذنبين ترتكب العبد فان الدعاء له بالاستغفار افضل لانه مومن من اهل الشهادة والدعاء لاهل هذه الشهادة بالمغفرة افضل لحرمة هذه الشهادة اذ ليس شيء يطاع الله به افضل من الاقرار بهذه الشهادة وجميع ما امر الله من فرائضه في جنب هذه الشهادة اصغر من بيضة

شاگرد نے دریافت کیا کہ جو مسلمان بد راہ گناہ کبیرہ کے مرتکب ہیں اُنکے لئے مغفرت کی دعا کرنی چاہیئے یا بد دعا کرنی چاہیئے اُستاد عالم نے جواب دیا کہ شرک کے سوا گناہ دو قسم ہیں ایک عقیدہ سے متعلق ہے دوسرا عمل سے یا یوں کہئے ایک صغیرہ دوسرا کبیرہ جسمیں عقیدہ کی خرابی ہو داخل ہے انمیں سے یہ مسلمان جس گناہ کا مرتکب ہو اُسکے لئے مغفرت کی دعا افضل ہے کیونکہ وہ مسلمان ہے کلمہ شہادت کا مقر ہے اور بھی ایسے شخص کیلئے مغفرت کی دعا ہی افضل ہے اس شہادت کی عظمت اور احترام کی وجہ سے۔ اسواسطے کہ اللہ تعالےٰ کے فرمانبرداریوں میں کلمہ شہادت کے اقرار سے

میں اسلام کا خاتمہ ہُوا جاتا ہی۔ اب اہلِ دانش اسمیں غور کریں کہ یہ کیا بات ہی۔ ہم کچھ
نہیں کہتے۔ آخر میں میں یہ کہتا ہوں کہ میری تحریر سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں بدعت کو
بُرا نہیں کہتا۔ حاشا وکلا ہرگز ایسا نہیں۔ میں مبتدع کو بدعت کی حیثیت سے بُرا
جانتا ہوں۔ چونکہ بدعات کی بُرائی میں بیشی اور کمی ہی اسلئے جسقدر اُس بدعت میں بُرائی
ہی اتنا ہی بُرا اُس مبتدع کو سمجھتا ہوں جسمیں وہ بدعت ہے مگر اُسکے ساتھ یہ خیال ہوتا ہے
کہ یہ مبتدع تو ہی اور اپنی غلطی فہم سے ایک بدعت کو اِسنے اچھا سمجھ لیا ہی مگر کلمۂ توحید
میں ہمارا شریک ہے اِسکے قلب میں اللہ پاک کی توحید اور افضل المرسلین حبیب ربّ
العٰلمین کی رسالت کی تصدیق ہی یہ سچے دل سے اُس سرورِ انبیا اور حبیبِ کبریا کو
سچا رسول مان چکا ہے جسپر ہمارا دل وجان قربان ہی۔ پھر کیسے ہم اُسے چھوڑ دیں اور
اسلامی شرکت کو مٹا دیں اور ہمارے اکابر کے طرزِ عمل نے بھی ثابت کر دیا ہی جو ہم
آپسے کہہ رہے ہیں۔ اِسکے علاوہ ضعفِ اسلام اور دُشمنانِ اسلام کی قوت اہلِ دانش
کو مجبور کر رہی ہی کہ کلمہ گو متفق رہیں کہ دشمنانِ اسلام کے اندرونی حملوں سے بچیں
البتہ بظاہر تھوڑی سی مشکل یہ پیش آئی ہے کہ یہاں محبت اور نفرت دونوں کے اسباب
جمع ہوگئے ہیں پھر یہ دونوں ایک قلب میں کیسے جمع ہو سکتے ہیں اور اگر جمع ہو سکیں
تو اُسکا اندازہ کیا ہو سکتا ہے ہمارے بہ اور اگر غور فرمائینگے تو نہایت آسانی سے
یہ اشکال دُور ہو جائیگا۔ اگر کسیکا بھائی یا بیٹا بدطور بنجائے تو خیال کرو کہ وہاں
محبت اور نفرت کا اجتماع کیونکر ہوتا ہے اور اندازے سے یہیں سے سمجھ لو کہ
یہاں محبت اور نفرت کیونکر ایک قلب میں جمع ہوتی ہیں اور کس اندازے سے اُسکا
برتاؤ ہوتا رہتا ہی اور یہ اگر کہو کہ یہاں محبت طبعی اور نفرت عارضی ہی اسلئے دونوں

[illegible] السموات و الارضين وما بينهن [illegible] ان ذنب الاشراك اعظم لذلك [illegible] بالشهادة العظمى ... [illegible] بزدوی۔

افضل کوئی شے نہیں ہے اور تمام احکام الٰہی میں شہادت کے مقابلہ میں اتنے ہی ہیں جیسا کہ آسمان و زمین کے مقابلہ میں جیسا کہ شرک کا گناہ بہت بڑا ہے اس سے اس شہادت کا ثواب بہت بڑا ہے۔

حضرت امام صاحب کا ارشاد اسوقت میں ہم احناف کیلئے کسقدر لائق ماننے کے ہے جب تمام احکام الٰہی اور فرائض شرعی اقرار توحید و رسالت محمدی کے مقابلہ میں اس سے بھی زیادہ کم رتبہ ہیں جیسے آسمان زمین کے مقابلہ میں۔ پھر اگر ایک شخص توحید و رسالت کے اقرار میں ہمارا شریک ہے بلکہ اسکے علاوہ بہت سے احکام الٰہی کو بھی مانتا ہے اور انپر عمل کرتا ہے صرف ایک دو حکم میں ہمارا خلاف ہے تو اب انصاف سے غور کرو کہ ہماری اور اسکی شرکت اور خلاف میں کیا نسبت ہے تمام احکام الٰہی کو صرف شہادت سے کسقدر بھی نسبت تھی اور یہاں تو اس اقرار کیساتھ اکثر احکام الٰہی بھی شامل ہیں صرف دو چار احکام میں مخالفت ہے اب اس مخالفت کو اس شریعت اسلامی کیساتھ اندازہ کرو اور پوری حقانیت سے ندامت دور رکھو کہ سنی اور شیعہ یا معتزلی (نیچری) کے درمیان میں کس مرتبہ کی شرکت اسلامی ہے بلکہ حضرت امام اعظمؒ کا ارشاد یہ ثابت کرتا ہے کہ بقدر شرکت اسلامی اُن سے محبت رکھو اور برتاؤ کرو اور بقدر مخالفت کے اُنسے علیحدگی اور نفرت رکھو یہ نہیں کہ ادنیٰ مخالفت سے شرکت اسلامی قطع کر دیجائے اور اُنسے عداوت اور دشمنی ایسی کیجائے جیسی کفار سے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

اہلِ دانش کو ذرا تامل ہوگا کہ جو حضرات ایسا کرتے ہیں وہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہرگز نہیں ہیں کیونکہ اُنکے ارشاد کے صریح خلاف کر رہے ہیں بلکہ وہ اپنے نفس کے مقلد ہیں۔

وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِيْنُ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

تمت